U0713

ھوالکل

اسرار

فلک درویشی کے مخفی ستاروں کی دوربین۔ باطنی کائنات کے نظارے
پیکر انسانی کی طلسم کشائی۔ یا ایک کتاب جو رموز و اسرار تصوف سے لبریز ہے،
جسکو

بابیہ فرقہ کے بانی جناب بہاء اللہ افندی نے اپنے زبردست اور شہرۂ
آفاق فصیح و بلیغ طرز تحریر میں لکھا اور اُنکے جانشین و فرزند جناب
عبدالبہا عباس افندی نے بمقام مصر سیدی و مولائی حضرت خواجہ
حسن نظامی صاحب کو بطور یادگار ملاقات نذر کیا تھا

اصل متن مع سلیس ترجمہ اردو کے حسب الارشاد حضرت خواجہ صاحب
خاکسار
محمد انوار ہاشمی مدیر مکتبہ قادریہ لال کرتی شہر میرٹھ نے
اپنی فرمائش سے

سید احمد ایم التمش
دور نیاز پریس میں چھپوا کر

شائع کیا

بار اول		قیمت مع محصول ۱۲؍

شکست آرزو

مصر میں جب یہ کتاب ذکر الاسرار جسکا ترجمہ اسرار کے نام سے شائع کیا جاتا ہے حاصل ہوئی تو میرا ارادہ تھا کہ اس کو نہایت اہتمام اور خوشنمائی سے طبع کرایا جائے۔ چنانچہ اس کا ترجمہ بھی میں نے خود شروع کیا تھا۔ مگر مشیت ایزدی کو کون جانتا ہے۔ پے درپے ایسے ناگفتہ بہ صدمات پیش آئے کہ میں نہ ترجمہ کر سکا اور نہ اس کی لکھائی۔ چھپائی وغیرہ میں توجہ کرنے کا موقع نکل سکا۔

دیباچہ میں جس تحریر کا ذکر آیا ہے۔ یعنی جناب عبدالبہا عباس افندی کے دست خاص کا نوشتہ وہ رسالہ سنوسی کی تیسری اشاعت میں تو درج ہو گیا مگر اس کتاب میں فرصت کی کمی اور شائقین کی جلدی کے سبب اندراج سے رہ گیا۔ خدا کو منظور ہوا تو دوسرے ایڈیشن میں شامل کر دیا جائے گا۔

دوستوں کی مہربانی سے اس دلچسپ کتاب کا چھپ جانا ہی غنیمت تصور کرتا ہوں۔ گو شکست آرزو نے میری مسرت کو مکمل نہ ہونے دیا۔

یکم جمادی الاخرٰی سنہ ۱۳۳۰ھ
مقام دہلی۔ فیض بازار

حسن نظامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

اسرار

اس بے نقطہ سرخی کے اندر ہزاروں نکتے ہیں۔ ان پانچ حروف خاموش میں پنج تن رموز ربانی کی زبان گویائی دکھا رہی ہے۔ اسکے تحت میں وہ بیان ہے جو دعوے دار کمال انسانیت کی قابلیت وحقیقت آگاہی کے دلائل میں پیش ہوتا آیا ہے۔ یعنے

بابی فرقہ کے پیشوائے اعظم

اور بانی مبانی جناب بہاء اللہ ایرانی کے خاص قلم کا لکھا ہوا رسالہ ذکر الاسرار جسمیں صاحب ممدوح نے کمال فصاحت و بلاغت سے تصوف کے سات مقامات کو قلم بند کیا ہے۔

راقم الحروف حسن نظامی جون سنہ ۱۹۱۱ء میں سیاحت مصر و شام و حجاز کے ارادہ سے چلا تو پہلے چند روز ملک مصر کی سیر سے لطف اٹھایا اور اسکے خوبصورت پایۂ تخت قاہرہ میں عرصہ دراز تک مقیم رہا۔

اسی زمانہ کا ذکر ہے ایکدن میں بازار میں اپنے ایک ہندوستانی دوست کی دکان پر کھڑا تھا۔ یکایک ایک پیر مرد خضر صورت سفید ریش سرخ رنگ چمکدار آنکھوں والے عصا ہاتھ

میں لیئے تشریف لائے اور میرے ہندی دوست سے فارسی میں باتیں کرنے لگے۔

دو چار باتوں کے بعد دوست نے اس نو وارد بزرگ سے میرا تعارف بھی کرایا تو معلوم ہوا کہ وہ بابی فرقہ کے پیشوائے اعظم جناب عبدالبہا عباس آفندی کے جانشین اور داعی خاص ہیں۔ میں نے بابی فرقہ کے حالات اخبارات وکتب میں پڑھے تھے اور مجکو معلوم تھا کہ اس فرقہ کا سب سے پہلا موجد باب نامی ایک شخص ایران میں پیدا ہوا تھا۔ جس نے ایک انسان کامل اور مہر اکمل کے ظہور کی پیشین گوئی کی تھی اور باب کی خبر کی موافق (غالباً) اسکے شاگرد خاص بہاء اللہ آفندی نامی ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں ہی وہ موعود ہوں جسکی خبر بابنے دی اور جسکا انتظار آجکل ساری دنیا کو ہے اور جسکی ضرورت زمین کی تمام دی ہوئی مخلوق کو تھی۔ اہل ایران نے جہاں یہ صدا بلند ہوئی تھی اس عجیب وغریب دعویٰ کو اپنے عقائد اور روایات کے خلاف تصور کرکے فتنہ کو دبانا اور مٹانا چاہا۔ مگر وہ اس کوشش میں کامیاب نہوئے۔ اور بابی فرقہ شعلہ جوالہ کی طرح ایران سے بھڑک کر یورپ وامریکہ وہندوستان تک لپٹیں مارنے لگا۔ گو اس فرقہ کے داعی اور کام کرنے والونکو صدہا مصائب اور جانی ومالی قربانیوں کا سامنا کرنا پڑا مگر وہ اپنے ارادہ میں ثابت قدم رہے اور بڑے بڑے انقلابات کے باعث بنے۔

مدعی خاص جناب بہاء اللہ کے بعد انکے فرزند عبدالبہا عباس آفندی انکے جانشین ہوئے۔ لیکن ان کی پولیٹیکل اور روحانی ریشہ دوانیوں سے حکومت ایران پریشان ہوگئی اور عبدالبہا عباس آفندی نے دیکھا کہ نہ ہم کو اس ملک میں راحت ہے نہ ملک ہمارے سبب مطمئن رہ سکتا ہے اسلیئے وہ ایران سے ترکی حکومت کے مشہور مقام عکہ میں آن بسے۔ اور آج تک وہیں آباد ہیں۔ سُنا ہے ترکی اور ایرانی دونوں حکومتیں صاحب موصوف کو وظیفہ دیتی ہیں۔ اور عبدالبہا عباس آفندی اطمینان سے دنیا میں اپنا عقیدہ پھیلا رہے ہیں چنانچہ معلوم ہوا ہے کہ یورپ وامریکہ میں لاکھوں آدمی اس نئے گروہ کے پیرو ہو گئے ہیں۔

القصہ میں نے یہ سُنکر کہ عبدالبہا عباس آفندی آجکل عکہ سے مصر میں آئے ہوئے ہیں

اور شہر کے باہر کسی قصبہ میں مقیم ہیں تو میں نے اُن سے ملنے کا شوق ظاہر کیا۔ اور پیر مرد مذکور کے ذریعہ سے ملاقات کا وقت مقرر ہو گیا۔ مگر اتفاق کی بات عین وعدہ کے دن مجکو نہایت شدت سے بخار چڑھ آیا اور ایفائے وعدہ کے خیال سے مجبور ہو کر باوں ناخواستہ ریل میں مقام زیتون پہنچا۔ دیکھا پلیٹ فارم پر خود جناب عبدالبہا عباس آفندی مع اپنی جماعت خدا کاروں کے مجکو لینے تشریف لائے ہیں۔ ہاتھوں ہاتھ لے گئے اور حد سے زیادہ اخلاق و مہربانی کا اظہار کیا۔ اور جب ان کو معلوم ہوا کہ میں بخار شدید میں مبتلا ہوں تو اپنے چہرہ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا انشاءاللہ ابھی جاتا رہے گا۔ اسکے بعد چاء منگوا کر پلائی۔ چاء کا پینا تھا کہ زور شور سے پسینہ آیا اور بخار پانچ منٹ میں بالکل اُتر گیا۔ اِس موذی مرض سے نجات ملی تو گفتگو شروع ہوئی۔ مینے کہا کہ مجکو آپکے عقائد سے نہ اتفاق ہو سکتا ہے اور نہ میں اُنکے متعلق کچھ بات کرنی چاہتا ہوں میرے صرف دو سوال ہیں۔ اوّل یہ کہ اگر آپ کو مسلمانوں سے کچھ تعلق ہے اور اُنکی پستی و افسردگی کو دور کرنا چاہتے ہیں تو بتائیے اسکا کیا علاج ہے۔ اور دوسرے یہ کہ آپکا اور آپکے والد ماجد کا جو بابی فرقہ کے بانی تھے اہل تصوف کی نسبت کیا عقیدہ ہے۔

پہلے سوال کا جواب جو کچھ اُنہوں نے دیا وہ خاص انہی کے نمونہ تحریر کی موافق اس کتاب کے آخر میں مع اردو ترجمہ کے درج ہے۔

اور دُوسرے سوال کے بارے میں فرمایا کہ میرے والد ماجد حضرت بہاءاللہ نے اسرار تصوف پر ایک رسالہ لکھا ہے۔ جو ہمارے ہاں کی بے بہا یادگاروں میں سے بڑی یادگار ہے۔ اِسمیں جو کچھ ہے وہی ہمارا عقیدہ ہے۔ یہ کہکر اُنہوں نے اپنے داعی خاص حکیم مرزا محمود شیرازی کو حکم دیا کہ وہ رسالہ آپ کو دیدو۔ کیونکہ وہ انہی کا حصہ ہے۔ لہذا انہی کو ملنا چاہیئے۔ مینے جناب بہاءاللہ کی دستخطی تحریر کو اور اِس رسالہ کو جو بابی مذہب کے بانی کی خاص امانت تھی نہایت خوشی و شادمانی سے لیا اور رخصت ہوا۔ واپسی کے وقت بھی عبدالبہا عباس آفندی نے سٹیشن تک مشایعت کی اور حیرت میں ڈالنے والا تپاک ظاہر کیا جو انکی

علو شان کے اعتبار سے حد سے بڑھ کر تھا۔ اور جس سے میں نے اندازہ کیا کہ یہی اسباب اس جدید مذہب کی مقبولیت کے ہیں۔

آخر کار اس شخص نے جسکے آگے لاکھوں آدمی ادب سے جھک کر نذریں پیش کرتے ہیں میرے سامنے ایک اشرفی پیش کی۔ مینے لینے سے عذر کیا تو فرمایا کہ آپکے بزرگوں کی تعلیم ہے کہ مہمان کو خالی ہاتھ نہ جانے دینا چاہیئے۔ نقدی۔ کپڑا یا کچھ اور تحفہ دینا لازم ہے لہذا آپ کو یہ نقد قبول کرنی چاہیئے۔ آپ کو ضرورت نہو تو کہیں خیرات کر دینا۔

اس طویل سمع خراشی سے غرض یہ تھی کہ ناظرین کو عبد البہا عباس آفندی کے اخلاق و بزرگی کی حقیقت معلوم ہو جائے تاکہ وہ ان کی عطا کردہ کتاب کو نظر اہمیت سے دیکھیں جو اصل مع ترجمہ اردو کے درج ذیل ہے۔ مجکو ترجمہ کی عادت نہیں ہے۔ کوشش یہ کی گئی ہے کہ مصنف کا مفہوم اُردو زبان میں ادا ہو جائے۔ الفاظ کی دیکھ بھال کی دشواری سے ایک حد تک پہلو بچایا گیا ہے۔

مجھے اُمید ہے کہ مشائخ ہند کے حلقوں میں ایک غیر مذہب بلکہ ایک جدید بانی مذہب کی تحریر رموز تصوف کے بارہ میں خاص دلچسپی سے پڑھی جائے گی۔ اور انکی معلومات میں وہ اضافہ ہوگا جسکی اشاعت میری زندگی کا فرض اور میرے بنائے ہوئے حلقہ نظام المشائخ کا مقصد اصلی ہے۔

حسن نظامی دبیر حلقۂ المشائخ دہلی

۱۱۔ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ

الحمد لله الذی اظهر الوجود من العدم ورقم علی لوح الانسان من اسرار القدم وعلّمه من البیان ما لا یعلم وجعله کتابا
مبینا من آمن واستسلم وانشد خلق کل شیئ فی هذا الزمان المعظم التعلیم وانطقه فی قطب البقاء علی اللحن البدیع
فی الهیکل المکرم لیشهد الکل فی نفسه بنفسه فی مقام تجلی ربه بانه لا اله الا هو ولیصل [illegible] الی ذروة
الحقائق حتی لا یشاهد احد شیئا الا وقد یری الله فیه وصلّی وسلّم علی اوّل بحر تشعّب من بحر الهویة واوّل
صبح لاح عن افق الاحدیة واوّل شمس اشرقت فی السماء الازلیة واوّل نار اوقدت من مصباح
القدمیة فی مشکوة الواحدیة الذی کان احمد فی ملکوت العالمین ومحمّد فی ملاء المقربین ومحمودا فی
جبروت المخلصین وآیاتا تدعو فلة الاسرار فی قلوب العارفین وعلی آله وصحبه تسلیما کثیرا دائما ابدا وبعد
قد سمعت ما غنّت ورقاء العرفان علی افنان سدرة فوادک وعرفت وما غرّدت حمامة الایقان
علی اغصان شجرة قلبک بما فی وجدت رائحة الطیب من قمیص حبک وادرکت تمام بقائک
فی ملخص کتابک ولما بلغت اشاراتک فی فنائک فی الله بقائک وجبک [illegible] الله ومظاهر اسمائه
مطالع صفاته لذا ذکرت لک اشارات قدسیه شعشعانیة من مراتب الجلال لتجذبک الی ساحة القدس

بسم الله الرحمن الرحیم

قابل حمد و ستائش ہے وہ خدا جسنے معدوم دنیا سے موجودات کو ظاہر کیا۔ اور انسان کے لوح وجود
پر اپنے قدیمی اسرار تحریر فرمائے اور پھر اسکو وہ بیان سکھایا جسکی اُسے خبر نہ تھی یہاں تک
کہ خود آدمی کو ایک ایسی روشن کتاب بنا دیا جو ایمان لانے اور سر تسلیم خم کرنے والوں کے
واسطے دلیل راہ بنے (وہ خدا) جس نے کل مخلوقات کو اس تاریک اور پُرفتن زمانہ میں پیدا
کر کے اس قابل بنایا کہ نکتہ بقا کے بھید پر ہیکل برنگ میں داخل ہو کر سخن پر سوز میں لب
کشائی کرے۔ اور ہر نفس اپنی ذات کی طرف تجلیات ربانی کے مقام میں یہ شہادت دے کہ

لا الہ الا ہو

یہانتک کہ اسکی رسائی تمام حقائق کی تہ تک ہو جائے اور کسی چیز کو مشاہدہ ذات الٰہی سے خالی نہ دیکھے۔

والقرب والجمال ولوصلک الی مقام لا تری فی الوجود الا طلعۃ حضرۃ محبوبک ومن تری الخلق الا کیوم لم یکن اللہ مذکورہ وہی ماغنت بلبل الاحدیۃ فی الریاض الغوثیۃ تونہ ونتظہر علی لوح قلبک ۔ قوم لطائف اسرار اتقوا اللہ یعلمکم اللہ ویتذکرہ طائرہ وحک خطائر القدم ویطیر فی فضائہا سلکی سبل ربک ذللا بجناح الشوق وتجتنی من اثمار الانس فی بساتین کلی من کل الثمرات انتی وعمری یا حبیب لو تذوق ہذہ الثمرات من خضر ہذا السنبلات التی نبتت فی اراضی المعرفۃ عند تجلی انوار الذات فی مرآیا اسما والصفات لیاخذ الشوق زمام الصبر والاصطبار عن کفک وتہتز ۔ وحک من بوارق الانوار وتجذبک من الوطن الترابی الی الوطن الاصلی الالٰہی فی تطلب المعانی وتصعدک الی مقام تطیر فی الہوا ۔ کما تمشی علی الثرا

میرا درود وسلام اس ذات مقدس پر جو بحر ہُو کی سب سے پہلی نہر ہے (جو کثرت کی پیاسی زمین کو سیراب کرنے کے لیے سب سے پہلے دریائے ہو سے جدا کی گئی) وہ نورانی صبح جو سب سے اوّل اُفق احدیۃ پر جلوہ فگن ہوئی ۔ وہ آفتاب جو آسمان ازل پر سب سے مقدم پر تو افشاں ہوا ۔ وہ آتش جو قِدم کی انگیٹھی میں وحدت کی پھونک سے سب سے اوّل بھڑکائی گئی ۔ وہ جس کا نام اسمی عالم ملکوت میں احمدؐ ہے اور گروہ مقربین میں محمدؐ ۔ اور جبروت مخلصین میں محمود ہے (اور اِس پر بس نہیں) جس نام سے چاہے اُسکو یاد کرو زیبا و جائز ہے ۔ کیونکہ عارفین کے دلوں میں اسکے بیشمار نام مخفی ہیں ۔

اِسپر اور اس کے آل و اصحاب پر ہمیشہ ہمیشہ کا درود و سلام

حمد و نعت کے بعد ۔ میں نے سُنا کہ عرفان کی بلبل تیرے دل کی ہری بھری ٹہنی پر بیٹھی ترانے گا رہی ہے ۔ اور میں سمجھ گیا کہ تیرا عاشق مزاج یقین قلب کی شاخوں میں جھول رہا ہے ۔ بُوئے محبت کی لپٹیں تیرے قمیص اُلفت سے آ رہی ہیں ۔ خط تقدیر کے دیکھنے سے (جو تیری پیشانی پر منقوش ہے) مجھے تیرا ادراک ہو گیا ۔ مجھے تیرے اُن اشارات تک رسائی ہو گئی جو تو ذات الٰہی میں فنا و بقا کے لیئے کر رہا ہے ۔ اور میں جانتا ہوں کہ تو اللہ والوں کی

وتركض على الماء كما تركض على الارض فهنيئا لى ولك ولمن سماء الى سما العرفان وصبا قلبه بما هبت على رياض سرّ وصبا الايقان من سباء الرحمن والسلام على من اتبع الهدیٰ وبعد مراتب سیر سالکان راز مسکن خاکی بوطن الٰہی ہفت رتبہ معین نمودہ اند چنانچہ ہفت وادی وبعضی ہفت شہر ذکر کردہ اند وگفتہ اند کہ سالک تا از نفس ہجرت نماید وایں اسفار راطی نکند بہ بحر قرب ووصال وارد نشود از خمر بیمثال نچشد اوّل وادی طلبست مرکب ایں وادی صبرست ومسافر دریں سفر بی صبر بجائی نرسد وبمقصود واصل نشود وباید ہرگز افسردہ نگردد اگر صد ہزار سال سعی کند وجمال دوست نہ بیند پژمردہ نشود زیرا مجاہدین کعبہ فینا بشارت لنہدینہم سبلنا مسرور ند وکمر خدمت در طلب بغایت

الفت میں چور ہے۔ وہ خدا والے جو اسماء وصفات الٰہی کا مظہر ہیں۔

لہٰذا

میں تیرے سامنے قدسی در بانی اشارات پر جلال کا ذکر کرتا ہوں تاکہ تو میدان پاک ومقرب میں جمال رعنا تک رسائی پائے۔ اور اس مقام پر پہنچے جہاں تجکو اپنا وجود سوائے حضوری محبوب کی جھلک کے نظر نہ آئے۔ اور یہ سب کائنات اسوقت کی طرح معلوم ہونے لگے۔ جبکہ اسکا مذکور بھی ناپید تھا۔ اور وہ یہ ہے جسکو بلبل توحید نے لحن غوثیت میں اسطرح چھپا کر سنایا تھا۔

"تیرے لوح دل پر اتقوا الله یعلمکم الله[له] کے نازک ولطیف اسرار مرقوم ہونے چاہئیں"۔ تیری روح گلشن قدیم کو یاد کرے اور فاسلکی سبل ربک ذللا[عه] کے فضا میں بحال ذوق وشوق اڑتی پھرے"۔ اور انس ومحبت کے باغ میں ہر قسم کے میوؤں کو چکھے۔

پیارے! اپنی جان کی قسم اگر تو چند دانے ان سبز بالوں کے چکھ لے جو معرفت کی زمین سے اسوقت اُگتی ہیں جبکہ اسپر ذات کی تجلی نمود اسماء صفات کے عالم میں پڑتی ہے تو یقین جان

[له] خدا سے ڈرو وہ تم کو علم عطا کرے گا ۱۲ [عه] مسلک ربانی پر انکساری کے ساتھ چل ۱۲

محکم بستہ اند دہر آن از مکان غفلت با مکان طلب سفر کنند ہیچ بندی ایشانرا منع نماید وہیچ بندی سد نکند وشرطست ایں عبادرا کہ دل راکہ منبع خزینۃ الہیہ است از ہر نقش پاک کنند واز تقلید کرانِ اثرا باء وا جداد راست اعراض نمائید وابواب دوستی ودشمنیرا باکل اہل ارض مسدود کنند وطالب در ایں سفر بمقامی رسد کہ ہمہ موجودات را در طلب دوست سرگشتہ بیند چہ یعقوبہا بیند کہ در طلب یوسف آوارہ ماندہ اند عالم حبیب بیند کہ در طلب محبوب دوانندہ جہانی عاشق ملاحظہ کند کہ در پی معشوق روان و در ہر آنی امری مشاہد کند و در ہر ساعتی بر سری مطلع گردد زیرا کہ دل از ہر دو جہان برداشتہ وعزم کعبہ جانان نمودہ و در ہر قدمی اعانت غیبی اورا شامل شود وجوش طلبش زیادہ گردد طلب باید از

تیرا سبز رفتار ہاتھ سے چھوٹ جائے۔ اور تیری روح انوار کی تجلیوں سے جنبش کرنے لگے۔ اور تجکو وطن خاکی سے کھینچکر (اُس) الٰہی وطن اصلی تک پہنچا دے جو قطب معانی و مرکز حقیقی ہے اور تو اُس مقام تک واصل ہو جائے جہاں ہوا میں اسطرح اُڑ سکتے ہیں جیسے زمین پر چلتے پھرتے ہیں۔ اور پانی پر ایسے بے تکان چلے جاتے ہیں جیسا زمین پر چلا کرتے ہیں۔

پس مبارک ہے مجکو اور تجکو۔ اور اسکو جو آسمان عرفان پر پرواز کرنی چاہتا ہے۔ اور جسکا دل آگاہی اسرار کی جانب مائل ہے۔ اور منزل یقینی کو فضل رحمانی سے طلب کرتا ہے۔ ہدایت یافتوں پر سلام

اب سنیئے اسکے بعد

سالکوں نے مسکن خاکی سے وطن الٰہی تک کے راستہ میں سات ٹھکانے بتائے ہیں۔ چنانچہ بعض نے ان منازل کا نام ہفت وادی رکھا ہے۔ بعض نے ہفت شہر کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ سالک جب تک نفس سے جدائی اختیار نہ کرے اور یہ سات منزلیں طے نہوں دریائے قرب ووصال کے کنارہ تک نہیں پہنچ سکتا۔

مجنون عشق اندازہ گرفت حکایت کنند کہ روزی مجنون را دیدند خاک می بیخت و اشک میریخت گفتند چہ میکنی گفت لیلی را میجویم گفتند وائی بر تو لیلی از روح پاک و تو از خاک طلب می کنی گفت ہمہ جا در طلبش میکوشم شاید در جائی بجویم بلی در تراب رب الارباب جستن اگرچہ نزد عاقل قبیح است لکن بکمال جد طلب ذلیل است من طلب شیئاً وجدہ و جدّ طالب صادق جز وصال مطلوب چیزی نجوید و حبیب را جز وصل محبوب مقصودی نباشد و ایں طلب طالب را حاصل نشود مگر بنا را نچہ ہست یعنی انچہ دیدہ و شنیدہ و فہمیدہ ہمہ را نفی لامنفی سازد تا بشہرستان جان کہ مدینۃ الاست واصل شود ہمتی باید تا در طلبش کوشیم و جہدی باید تا از شہد وصلش نوشیم اگر از ایں جام نوش کنیم عالمی فراموش

اور شراب حقیقت کا مزہ نہیں چکھنے پاتا۔ (اور وہ سات مقام یہ ہیں)

اوّل کوچہ طلب ہر یہ کوچہ گویا کوچہ سے مسافر اس سفر میں بہت بے صبر ہو جاتا ہے لیکن چاہیئے کہ جب تک مقصود کو حاصل نکرلے مایوس نہ ہو۔ اور جمال دوست نہ دیکھ لے اسوقت تک ہمت نہ ہارے گو اسمیں ساری عمر بیت جائے کیونکہ اس میدان کے مجاہدین کو قرآن شریف میں بشارت دیگئی ہے۔ لنھدینھم سبلنا اپنے طریقہ میں ہم انکی رہنمائی کرتے ہیں بمطلوب کی طلبگاری میں کمر باندھکر ایسا مضبوط ہو جائے کہ غفلت کا خیال بھی نہ آنے دے۔ پھر کوئی چیز اسکے رستے میں مانع اور حارج باقی نہیں رہے گی۔ اسکے واسطے بندگان الٰہی کے لیئے یہ شرط ہے کہ اپنا دل جو خزانہ الٰہی کا منبع ہے ہر قسم کی کدورت سے پاک رکھیں اور باپ دادا کی تقلید سے منہ پھیرے رہیں۔ اور اہل دنیا سے دوستی اور دشمنی کے سب دروازے بند کردیں۔ طالب اس سفر میں ایسے مقامات پر پہنچتا ہے کہ تمام موجودات عالم طلب دوست میں اس طالب کی طرح رواں دواں نظر آتی ہیں اور طلبگاری بھی معمولی نہیں ایسی طلب جو حضرت یعقوبؑ کو حضرت یوسف کی تھی تمام عالم کو ایسا مشتاق اور سرشار دیکھتا ہے گویا کہ وہ کسی معشوق کے درپے ہے اور ہر آن ایک خاص امر مشاہدہ کرتا ہے اور ہر ساعت اسپر ایک خاص بھید کھلتا جاتا ہے۔

کنیم و سالک در این سفر بخاکی جالس شود و در هر بلادی ساکن گردد از هر دری طلب جمال دوست کند
و در هر دیار طلب یار نماید با هر جمعی مجتمع شود و با هر سری همسری نماید که شاید در سری سر محبوب ببیند و یا
از صورتی جمال محبوب مشاهده کند و اگر در این سفر باعانت باری از یار بی نشان یافت و بوی یوسف
گمگشته از بشیر احدیه شنید فوراً بوادی عشق قدم گذارد و از نار عشق بگدازد و در این شهر آسمان جذب بلند
شود و آفتاب جهانتاب شوق طالع گردد و نار عشق برافروزد و چون نار عشق برافروخت خرمن عقل
بکلی بسوخت در این وقت سالک از خود و غیر خود بیخبر است نه جهل و علم داند و نه شک و یقین نه صبح
هدایت شناسد و نه شام ضلالت از کفر و ایمان هر دو درگریزد و سم قاتلش دلپذیر است که عطار گفته

کیونکہ دونوں جہان سے دل اُٹھا لینا اور جانِ جاناں کیطرف چل کھڑا ہونا بہت بڑی بات ہے ہر قدم
پر غیبی مدد ملتی ہے۔ اور جوشش طلب بڑھتا جاتا ہے لازم ہے کہ طریقہ طلبگاری کو مجنوں کے عشق
سے سیکھے چنانچہ حکایت ہے کہ ایک دن مجنوں خاک چھان رہا تھا اور آنسو بہاتا جاتا تھا کسی نے
پوچھا میاں کیا کر رہے ہو بولا لیلے کو ڈھونڈتا ہوں کہا گیا تم بھی کیسے نادان ہو لیلے ایسی پاک
چیز کو خاک میں ڈھونڈتے ہو۔ مجنوں نے جواب دیا ہر جگہ اسکی تلاش کرتا ہوں شاید کہیں ملجاوے
اسی طرح اپنے ربّ الارباب کی خاک قدم کو ڈھونڈنا ایک عقلمند کے نزدیک فعل عبث ہے لیکن
طالب کی تلاش و جستجو پر شہادت دیتا ہے کیونکہ کسی نے ارشاد فرمایا ہے من طلب شیئاً وجدّ وجد
یعنی جس نے کسی چیز کو ڈھونڈا اور تلاش میں کوشش کی وہ اس چیز کو ضرور پائے گا طالب
صادق کو چاہیئے کہ وصال مطلوب کے سوا کسی چیز سے غرض نہ رکھے عاشق کو وصال معشوق کے سوا کوئی
مقصود نہیں ہوتا مگر یہ طلب طالب کو حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ ایثار اور نثار نکرے یعنے
جو کچھ دیکھنے اور سننے اور سمجھنے کی چیزیں ہیں سب کو نیست نابود کر ڈالے جب لائے نفی سے
سب ہستیاں نفی ہو جائینگی اسوقت اس شہر میں رسائی ہوگی کہ جو مدینۃ الحیات ہے۔ ہمت
چاہیئے کہ اسکی طلب میں کوشش کرے اور ولولہ چاہیئے تاکہ وصل کا مزہ چکھے اگر اس شراب کا

کفر کافر را و دیں دیندار را + ذرۂ درد دل عطار را + مرکب ایں وادی درد ست و اگر درد نباشد ہرگز
ایں سفر تمام نشود و عاشق درایں رتبہ جز معشوق خیالی ندارد و جز محبوب پناہی نجوید و در ہر آن صد
جان رائگان در جانان دہد و در ہر قدمی ہزار سر در پائی دوست اندازد ای برادر من تا مصر عشق در نیائی
یوسف جمال دوست در اصل نشوی و تا چوں یعقوب از چشم ظاہری نگذری چشم باطن نکشائی و تا بنار
عشق نیفروزی بیاد شوق نیامیزی و عاشق را از ہیچ چیز پروا نیست و از ہیچ ضرتی ضررنہ از نار سرد
بینی و از دریا خشکش یابی + نشان عاشق آں باشد کہ سردش بینی از دوزخ + نشان عارف آں
باشد کہ خشکش بینی از دریا عشق ہستی قبول نکند و زندگی نخواہد حیات در ممات بیند و عزت از ذلت جوید

ایک جام نوش کرلے تو سارا عالم فراموش ہو جائے۔ سالک اس سفر میں درجہ بدرجہ منزلیں طے کرتا ہے۔
ہر خاک پر بیٹھنے کی نوبت آتی ہے اور ہر اس شہر میں جو اس مسافرت کے درمیان آتے ہیں ٹھیرنا پڑتا
ہے۔ الغرض ہر حال میں جمال دوست کا خواہشمند رہے اور ہر دیار میں طلب یار کی سعی کرے ہر مجمع میں
شریک ہو اور ہر بھید کے معلوم کرنے کی کوشش کرے۔
شاید کہ ان اسرار میں اپنے محبوب حقیقی کا کوئی شہر بھی ملجائے یا کوئی صورت ایسی میسر آجائے
جمیں اپنے محبوب حقیقی کا جمال جلوہ افروز ہو اگر اعانت خداوندی سے اس سفر میں یار بے نشان کا نشان
ملجاوے اور یوسف گم گشتہ کی بو آجائے تو فوراً وادی عشق میں اتر پڑے اور آتش شوق میں اپنے
تئیں جلا ڈالے اسوقت دیکھیگا کہ آسمان جذب سر پر چھایا ہوا ہے اور اسمیں آفتاب شوق چمک
رہا ہے عشق کی آگ بھڑک رہی ہے۔ جب عشق کی آگ بھڑکے گی خرمن عقل و حواس جلکر خاکستر
ہو جائینگے اسوقت سالک کو خودی و غیر خودی سے بے خبری ہو جائیگی نہ جہل باقی رہیگا نہ
علم نہ شک کا پتہ ہوگا نہ یقین کا نہ صبح ہدایت کو پہچان سکے گا نہ شام گمراہی نظر آئے گی۔ الغرض کفر
وایمان دونوں سے گریز کرے گا۔ حضرت عطار فرماتے ہیں کفر کافر را و دین دیندار را ذرۂ درد
دل عطار را۔ اس سفر کیلئے درد کی سواری درکار ہے۔ اگر درد نہو سفر طے نہیں ہوسکتا عاشق اس رتبہ میں

بسیار ہوش باید تا لائق جوش عشق شود وبسیار سر باید تا قابل کمند دوست گردد مبارک گردنی کہ در کمندش افتد وفرخندہ سریکہ در راہ محبتش بخاک افتد پس اے دوست از نفس بیگانہ شو تا بیگانہ پی بری واز خاکدان فانی بگذر تا در آشیان الہی جائے گیری نیستی باید تا نارہستی برافروزے ومقبول راہ عشق شوی نکند عشق نفس زندہ قبول نکند باز موش مردہ شکار ✦ عشق در آنی عالمی بسوزد ودر ہر دیار کہ علم بہ افرازد ویران سازد ودر مملکتش ہستی را وجودی نبود در سلطنتش عاقلان را مقری نہ نہنگ عشق ادیب عقل را بلعد ولبیب دانش نشکرد ہفت دریا بیاشاید وعطشش قلبش نیفسرد وہل من مزید گویان خویش بیگانہ شود واز ہر چہ در عالمست کنارہ گیرد با دو عالم عشق را بیگانگی ✦ اندرا ہفتاد ودو دیوانگی صد ہزار

سوائے معشوق کے اور کوئی خیال نہیں رکھتا اور محبوب کے سوا کسی سے پناہ نہیں مانگتا ہر وقت ہزار جانیں راہِ جاناں میں دینے کو تیار رہتا ہے اور ہر قدم پر ہزار سر پائے دوست پر نثار وفدا کرنے کو مستعد ہوتا ہے۔ بھائی جبتک عشق کے مصر میں نہ آؤگے یوسف جمال دوست کا وصل نصیب نہو گا۔ اور جبتک حضرت یعقوبؑ کیطرح چشم ظاہر کو نابینا نکرلوگے باطنی آنکھ بینا نہوگی اور تا وقتیکہ عشق کی آگ میں داخل نہوگے شوقِ یار سے ملاقات نہیں ہو سکتی۔ عاشق لوگ کسی چیز کی پروا نہیں کرتے اور کسی ضرر سے نہیں ڈرتے آگ انکو ٹھنڈی معلوم ہوتی ہے اور دریا خشک نظر آتا ہے عاشق کا نشان یہ ہے کہ دوزخ سے اسکا دل سرد ہو۔ اور دریائے رواں کو خشک سمجھے عشق ہستی وقرار نہیں چاہتا۔ زندگی کا طلبگار نہیں ہوتا۔ موت میں حیات نظر آتی ہے۔ ذلت میں عزت تلاش کی جاتی ہے۔ بڑا ہوش درکار ہے۔ جب کہیں جوش عشق کے قابل ہوتا ہے۔ بڑا سر چاہیئے تاکہ کمند دوست میں گرفتاری میسر آسکے مبارک ہے وہ گردن جو دام محبوب میں اسیر ہو۔ اور قابل قدر ہے وہ سر جو اسکی محبت میں خاک در خاک بنے۔ لہذا اے عزیز نفس سے بیگانہ بن تاکہ یگانہ تک پہنچے۔ اور بستر خاکی دنیانی کو چھوڑ تاکہ آشیانہ الٰہی میں ٹھکانا ملے تا بود ہونا

مظلومان در کمندش بستہ و صد ہزار عارفان بتیرش خستہ ہر سرخی کہ در عالم بینی از قہرش دان و ہر زردی کہ در رخسار
بینی از زہرش شمر جز فنا و دانی بخشد و جز در وادی عدم قدم نگذارد و لکن زہرش در کام عاشق از شہد خوشتر
و فنائش در نظر طالب از صد ہزار بقا محبوب تر است پس باید بنار عشق جا بہائے نفس شیطانی سوختہ شود
تا روح برائ ادراک مراتب سید لولاک لطیف و پاکیزہ گردد ٭ تا عشق بر فروزد جملہ ہستیہا بسوزد پس قدم
بہوار و اندر کوئی عشاقان گذارد ٭ واگر عاشق بہ تائیداتِ خالق از منقار شاہین عشق بسلامت بگذرد
در مملکت معرفت وارد شود و از شک بیقین آید و از ظلمت ضلالت ہوی بنور ہدایت تقویٰ راجع گردد
و چشم بصیرتش باز شود و با حبیب خود براز مشغول گردد در حقیقت و نیاز بکشاید و ابواب مجاز در بندد و این ہمہ

جب کہیں نارِ ہستی شعلہ فشاں ہوگی اور تو مقبول طریقت عشق ہوگا۔ عشق زندہ نفس کو قبول نہیں کرتا۔
جسطرح باز مردہ چوہے کا شکار نہیں کرتا۔ عشق اپنی ہر آن میں دنیا جہان کو سوختہ کر سکتا ہے
اور جہاں اِسکا جھنڈا بلند ہوتا ہے باعتبار ظاہر ویرانی پھیلا دیتا ہے۔ اِسکی بادشاہی میں ہستی
کا وجود برقرار نہیں رہتا۔ اِسکی حکومت میں عقلا کا ٹھکانہ نہیں رہتا۔ عشق کا مگر عاقل فرزانہ کو
نگلجاتا ہے۔ اور دانشمندی کو ناپید کر دیتا ہے۔ عاشق سات دریا پی جائے تب بھی پیاسا ہی
رہتا ہے۔ اور تشنگی قلب ہل من مزید کی صدا لگاتی ہے۔ اپنی خودی سے بیگانہ ہوتا اور موجودات
عالم سے جُدائی اختیار کرتا ہے۔ کیونکہ عشق کو دونوں عالم سے ناآشنائی ہے۔ اِسکے
اندر جو پڑا دیوانگی ساتھ جاتی ہے۔ لاکھوں مظلوم اسکی کمند میں اسیر ہیں اور بے شمار عارف
اسکے تیر کے زخمی ہیں۔ دنیا میں جس سرخی کو دیکھو سمجھ لو قہر عشق کا ظہور ہے۔ اور جس رخسار
میں زردی پاؤ خیال کر لو زہر عشق کا کرشمہ ہے۔ فنا اسکا دوام ہے۔ اور عدم اسکا مقام ہے۔
اسکا زہر عاشق کے حق میں شہد سے بہتر ہے اور اسکی فنا پر لاکھ بقائیں صدقے ہیں۔
پس لازم ہے کہ نار عشق سے نفس شیطانی کے پردے جلا کر خاک کر ڈالے تاکہ روح لطیف
و پاکیزہ ہوکر سیّد لولاک صلعم کے مرتبوں اور شانوں کا ادراک و احساس کر سکے۔

قضا را رضا بد و جنگ را صلح بیند و در فنا معانی بقا درک نماید و بچشم سر و سر دید آفاق ایجاد و نفس عباد اسرار انجام بیند و حکمت صمدانی را بقلب روحانی در مظاہر نامتناہی الٰہی سیر فرماید در بحر قطرہ بیند و در قطرہ اسرار بحر ملاحظہ کند + دل ہر ذرہ کہ بشکافی آفتابیش درمیاں بینی + و سالک دریں وادی در آفرینش حق بینش مطلق مخالف و مغایر نبیند و در ہر آن۔ ما تری فی خلق الرحمٰن من تفاوت فارجع البصر ہل تری من فطور گوید در ظلم عدل بیند و در عدل فضل مشاہدہ کند در جہل علمہا مستور بیند و در علمہا صد ہزار حکمتہا آشکار و ہویدا ادراک نماید و نفس تن و ہوی بشکند نفس ہی بقا انس گیرد بنزد بانہای معنوی صعود نماید و بسیار معانی ثبت در ذلک۔ سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم ساکن شود و بر بحر حتی یتبین لہم انہ الحق سایر گردد و اگر ظلمی بیند

آتش عشق سلگا اور اسمیں تمام ہستیوں کو جلا ڈال۔ اور کوچہ عشاق میں داخل ہو کر ہمیشہ کا ٹھکانہ بنا لے اگر عاشق بتائید ایزدی عشق کی خون آشام منقار سے سلامت ہو کر گزر گیا تو مملکت معرفت میں پہنچ جائیگا شک کے بدلے یقین حاصل ہوگا۔ تاریکی گمراہی کے عوض نور تقویٰ و ہدایت میسر آ جائیگا دل کی آنکھ کھل جائیگی۔ اپنے حبیب سے مشغولی نصیب ہوگی۔ حقیقت و نیاز کے دروازے کھلیں گے۔ اور مجاز کے دروازے بند ہو جائینگے۔ اس مقام میں قضا پر رضا ہو گی۔ لڑائی صلح نظر آئے گی۔ فنا میں بقا کے معنی محسوس ہونگے۔ اور چشم ظاہری سے اسرار انجام کا مشاہدہ کرے گا حکمت الٰہی کو قلب روحانی میں بے شمار ظہوروں کے ساتھ معائنہ کرے گا۔ دریا میں قطرہ نظر آئے گا۔ اور قطرہ میں اسرار بحر معلوم ہونگے۔ دل کے جس ذرہ کو چیر کر دیکھیگا۔ اسمیں ایک آفتاب نکلیگا۔

سالک اس کوچہ میں جب مخلوقات خداوندی و موجودات ہستی پر نظر ڈالتا ہے تو اسکو کسی چیز میں نقص و تفاوت معلوم نہیں ہوتا اسلئے ہر وقت کہتا ہے مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ہَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ + (خدا کی بناوٹ میں تجکو کچھ فرق و تفاوت نظر آتا ہے۔ پھر نگاہ بلند کر کے دیکھ کوئی فطور ہے یا نہیں) سالک ظلم میں عدل اور عدل میں فضل کی شان مشاہدہ کرتا ہے۔ جہل میں سینکڑوں علم پوشیدہ نظر آتے ہیں

صبر نشاید واگر قہر بیند مہر آید۔ حکایت کنند عاشقی سالہا در ہجر معشوقش جان میباخت ودر آتش فراقش میگداخت از غلبۂ عشق صدرش از صبر خالی ماند وجسمش از روح بیزاری جست وزندگی در فراق از نفاق میشمرد واز آفاق بغایت در احتراق بود چہ روزہا کہ از ہجرش راحت نجستہ وبسا شبہا کہ از دردش نخفتہ از ضعف بدن چون آہی گشتہ واز درد دل چون وائی شدہ بیک شربت وصلش ہزار جان رایگان میداد ومیسر نمیشد طبیبان از علاجش در ماندند ومرالنسان از انسش دوری جستند بلی مریض عشق را طبیب چارہ ندارد مگر عنایت حبیب دستش گیرد باری عاقبت شجر جالیش ثمر یاس بخشید ونار امیدش مفسر وتا انکہ شخصی از جان بیزار شدہ واز خانہ بیازار رفت ناگاہ او را عسی تعاقب نمود واز پیش تازان عس ازپی دوان تا آنکہ عسہا جمع شدند

اندر علوم میں بے شمار حکمتیں جلوہ دکھاتی ہیں۔ ادراک حاصل ہوتا ہے۔ نفس وہوس غارت ہوتے ہیں اہل بقا کے ہر سانس سے انس ومحبت ہو جاتی ہے۔

معنوی زینوں کے ذریعہ آسمان معانی پر چڑھتا ہے۔ اور کشتی سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِهِمْ (قریب ہی کہ دکھائینگے ہم اپنی نشانیاں چار دانگ عالم میں اور خود ان کے نفوس میں) کے سہارے دریائے حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ (یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے ان پر کہ وہ حق ہے) کو عبور کر لے ✢

حکایت کرتے ہیں کہ ایک عاشق نے برسوں فراق معشوق میں جان ہلکان کی اور اسکی آتش دوری میں (شمعسان) گھلتا رہا۔ سینہ اس کا صبر سے خالی رہ گیا اور جسم اسکا روح سے بیزار تھا اس فراق کی زندگی کو وہ نفاق میں شمار کرتا اور جہان سے نہایت سوزش وطپش میں تھا۔ بہت دن گذر گئے تھے کہ اسنے معشوق کی جدائی کے سبب سے راحت نہ چاہی تھی اور بہت راتیں گذر گئی تھیں کہ درد ہجر سے نہ سویا تھا ✢
بدن ضعف کے باعث آہ کیصورت اور درد دل سے مثل وائی کے ہو گیا تھا۔ وصل معشوق کی شراب پر ہزار جانیں قربان کرتا اور میسر نہ ہوتی طبیب اسکے علاج سے عاجز تھے اور کوئی

واز ہر طرف راہ فرار برآن بیقرار بستند و آن فقیر از دل بنالید و باطراف میدوید و باخود میگفت این عس عزرائیل من است کہ باین تعجیل در طلب من است و یا شداد بلا دست کہ در کمین عباد است آن خستہ تیر عشق بپا دوان بود و بدل نالان تا بدیوار باغی رسید و بہزار زحمت و محنت بالائی دیوار رفت دیواری بغایت بلند دید از جان گذشت و خود را در باغ انداخت دید معشوقش در دست چراغی دارد و تفحص انگشتری مینماید کہ ازاو گم شدہ بود چون آن عاشق دلدادہ معشوق دلبردہ را دید آہ برکشید و دست بدعا برداشت کہ ای خدا این عس را عزت دہ دولت بخش و باقی دار کہ این عس جبرئیل بود کہ دلیل این علیل گشت یا اسرافیل بود کہ حیات بخش این ذلیل شد و آنچہ گفت فی الحقیقت درست بود زیرا ملاحظہ شد کہ این ظالم منکر عس ہرچقدر عدلہا در سر داشت

مونس اسکے قریب جانا پسند نکرتا تھا۔ ہاں مریض عشق کی چارہ جوئی کو طبیب نہیں جانتا اسکا علاج تو اُسیوقت ممکن ہی جبکہ حبیب کا ہاتھ اِسکی دستگیری کرے (آخرکار) اِس کی اُمید کا درخت ناامیدی کا پھل لایا اور آتش تمنا اسکی خاموش ہوگئی یہانتک کہ ایک روز (یہ عاشق صادق) اپنی جان سے بیزار گھر سے نکل بازار کو روانہ ہوا ناگاہ ایک چوکیدار اسکے پیچھے دوڑا یہ آگے جاتا تھا اور وہ اسکے پیچھے لگا آتا تھا کہ اسی دوا دوش میں اور بہت سے چوکیدار جمع ہوگئے اور چاروں طرف سے اِس بے قرار کی راہِ فرار بندکردی یہ فقیر دل سے روتا ہوا چارو نطرف دیکھتا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ یہ چوکیدار[1] میری جان کے عزرائیل ہیں جو اِس جلدی کے ساتھ میری جستجو کرتے ہیں یا یہ (میرے حق میں) شہروں کے شداد ہیں جو لوگوں سے بغض رکھتے ہیں اسی فکر و پریشانی میں یہ تیر عشق کا زخمی بھاگتا دوڑتا چشمہائے دل سے (پیرونکی گرد و غبار کو) روتا دھوتا ایک باغ کی دیوار کے قریب پہونچا اور بہزار محنت و مشقت دیوار کے اوپر چڑھ گیا اگرچہ دیوار بہت بلند دیکھی مگر عاشق تو پہلے ہی جان سے گزر چکے تھے۔ اپنے تئیں باغ میں گرادیا۔

[1] یعنے رات کے پہرہ دینے والے سپاہی ۱۲ + + + +

وچہ رحمتہا در پردہ پنہاں نمودہ بود بیک قہر تشنۂ صحرائی عشق را بحر معشوق واصل نمود ظلمت فراق را بنور وصال روشن فرمود بعیدی را بستانِ قرب جائی داد و علیلی را طبیب قلب راہ نمود حال آن عاشق اگر آخر بین بود در اول برعس رحمت مینمود و دعایش میگفت و آن ظلم را عدل میدید چوں از آخر محجوب بود در اوّل نالہ آغاز نمود و بشکایت زبان کشودہ ولکن مسافراں حدیقۂ عرفان چوں آخر را در اول بینند لہذا جنگ صلح و قہر آشتی ملاحظہ کنند و ایں رتبۂ اہل ایں وادی است و اہل وادی بلائے فوق ایں ولوی اول و آخر را یک بینند بلکہ نہ اول بینند نہ آخر لا اول ولا آخر بینند بلکہ اہل مدینۂ بقا کہ در روضۂ خضرا ساکنند لا اول ولا آخر ہم نبینند از او لہا در گریزند و باآخرہا در ستیز زیرا کہ عوالم اسمار را طی نمودہ اند واز عوالم صفات چوں

اب دیکھتے کیا ہیں کہ انکا معشوق (جسکی جستجو میں ان کی عمر گذر گئی تھی) ہاتھ میں چراغ لئے ہوئے اپنی گم شدہ انگشتری ڈہونڈ رہا ہے۔ جب اس عاشق دلدادہ کی اُس معشوق دل بُردہ پر نظر پڑی تو اس نے ایک آہ کی۔ اور ہاتھ پھیلا کر دعا کرنے لگا کہ اے خدا اس چوکیدار کو عزت و دولت عنایت کر اور باقی رکھ کہ یہ میرے حق میں جبرئیل تھا جسنے مجھ گم راہ کی رہنمائی کی یا اسرافیل تھا کہ اس ذلیل کو حیاتِ تازہ بخشی۔ اس عاشق نے جو کچھہ اسوقت بیان کیا درحقیقت درست تھا کیونکہ انجام کو ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوگیا کہ چوکیدار کے اس ناروا ظلم کے اندر کسقدر عدل پوشیدہ تھے اور کتنی رحمتیں در پردہ تھیں ایک ذرا سے قہر میں صحرا عشق کے پیاسے کو دریائے معشوق سے ملادیا اور فراق کی ظلمت کو وصال کے نور سے روشن کردیا ایک دور افتادہ کو قرب کے باغ میں جگہ دیدی اور بیمار کو دل کے طبیب کا رستہ بتا دیا۔ اس عاشق کو اگر اپنے انجام کی خبر ہوتی تو پہلے ہی چوکیدار پر بہت مہربانی کرتا اور دعائیں دیتا اور اُسکے اس ظلم کو عدل سمجھتا مگر چونکہ انجام کی اسکو خبر نہ تھی اسواسطے ابتدا میں نالہ و فریاد کی اور اسکی زبان پر شکایت جاری ہوئی۔ باغ عرفان کے مسافر چونکہ انجام کو پہلے ہی دیکھ لیتے ہیں لہذا جنگ میں صلح اور قہر میں آشتی ملاحظہ کرتے ہیں یہ رتبہ اس مقام کے لوگوں کا ہے۔

برتن درگزشتہ اند چنانچہ مبیفرماید کمال التوحید نفی الصفات عنہ و در ظل ذات سکن گرفتہ اند انیست کہ خواجہ
عبداللہ قدس اللہ تعالیٰ سرہ العزیز دریں مقام نکتہ دقیقی و کلمہ بلیغی درمعنی اہدنا الصراط المستقیم فرمودہ
و آں انیست کہ بنمائی بمارا راست یعنی بمحبت ذات خود مشرف دار تا از التفات بخود و غیر تو آزاد گشتہ
تمامی گرفتار تو کردیم جز تو اندیشیم جز تو نبینیم و جز تو نبینایشیم بلکہ از ایں مقام ہم بالا روند چنانچہ مبیفرماید الحجتبہ
حجاب بین المحب والمحبوب پیش ازیں گفتن مراد ستور نیست در ایں وقت صبح معرفت طالع شد
وچراغہائی سیر و سلوک خاموش گشت + وہم موسیٰ با ہمہ نور و ہنر + شد از آں محجوب تو بی پر مپر +
اگر اہل راز و نیاز ی پیرہائے ہمت اولیاء پرواز کن تا اسرار دست بینی و با نوار محبوب رسی

اور جو لوگ اس سے بالا مقام میں ہیں وہ اول و آخر کو ایک سمجھتے ہیں بلکہ نہ اول دیکھتے ہیں
نہ آخر ان کے نزدیک لا اول ولا آخر ہے اور جو لوگ کہ شہر بقا کے باشندہ ہیں جنھوں نے روضہ
خضر میں مقام کیا ہے وہ بھی لا اول ولا آخر ہی دیکھتے ہیں اول و آخر سے اُن کو کچھ سروکار
نہیں کیونکہ وہ لوگ عوالم اسما کو طے کرکے عوالم صفات سے مثل برق کے گذر گئے ہیں۔
چنانچہ ایک بزرگ کا قول ہے کَمَالُ التَّوحِیدِ نَفْیُ الصِّفَاتِ عَنْہُ ۔ اور ان لوگوں نے
(خاص) ذات (پاک) کے سایہ میں سکونت اختیار کی ہے یہی بات ہے کہ خواجہ عبد اللہ
قدس اللہ سرہ نے اس مقام کے متعلق ایک باریک نکتہ اور بلیغ کلمہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ
الْمُسْتَقِیْمَ کی تفسیر میں فرمایا ہے جو یہ ہے کہ ہمکو راستہ دکھا یعنے اپنی ذات پاک کی
محبت سے سرفراز کرتا کہ ہم اپنے اور تیرے غیر کی طرف التفات کرنے سے آزاد ہوکر
بالکل تیرے ہی گرفتار ہو جائیں تیرے سوا نہ کسی کو جانیں نہ کسی کو دیکھیں اور نہ کسی کا اندیشہ کریں
بلکہ (اولوگ) اس مقام سے بھی اوپر پہونچتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ

ا یعنے توحید کا کمال یہ ہے کہ ذات کو بغیر صفات کے ملاحظہ کرے ۱۲
۵۲ ہدایت کر ہمکو سیدھے راستہ کی ۱۲ + + + + + + + + + +

انا للہ وانا الیہ راجعون و سالک بعد از سیر وادی معرفت کہ آخر مقام تحدید است باول مقام توحید واصل شود واز کاس تجرید نوشد و در مظاہر تفرید سیر نماید درین مقام حجاب کثرت بر دود واز عوالم شہوت بپردہ در ہوار وحدت عروج نماید بگوش الہی بشنود و بچشم ربانی اسرار صنع صمدانی ببیند بخلوتخانہ دوست قدم گذارد بمحرم سرادق محبوب شود دوست حق از جیب مطلق برآرد و اسرار قدرت ظاہر نماید وصف و اسم و رسم از خود نبیند وصف خود را در وصف حق بیند و اسم حق را در اسم خود ملاحظہ نماید ہمہ آوازہا از شہ داند و جمیع نغمات را از او شنود و بر کرسی قل کل من عند اللہ جالس شود و بر بساط لاحول ولا قوۃ الا باللہ راحت گیرد و در اشیا بنظر توحید مشاہدہ کند و اشراق تجلی شمس الٰہی را از مشرق ہویت بر

المحبۃ حجاب بین المحب و المحبوب[1]۔ اب اس سے آگے کا حال بیان کرنا میرا دستور نہیں ہے۔ اسوقت میں صبح معرفت نے طلوع کیا ہے۔ سیر و سلوک کے چراغ خاموش ہیں سنہ ہم موسے با ہمہ نور د ہنر + شد ازاں محبوب تو بے پر مبر + اگر تم اہل راز و نیاز ہو تو ہمت اور لیاقت کے بازوؤں سے تمکو پرواز کرنی چاہیئے تاکہ دوست کے اسرار کا ملاحظہ کرو اور محبوب کے انوار تک پہونچ جاؤ انا للہ وانا الیہ راجعون +

وادی معرفت جو مقام تحدید کا آخری مرحلہ ہی سالک اسکی سیر سے فارغ ہو کر مقام توحید کی پہلی منزل میں پہونچتا ہی اور تجرید کا پیالہ نوش کرکے اینظاہر تفرید کی سیر اسکو حاصل ہوتی ہی یہ وہ مقام ہے جس میں کثرت کا حجاب دور ہو کر شہوت و خواہش کے عوالم سے سالک بالاتر پہونچ جاتا۔ اور آسمان وحدت میں عروج کرتا ہے۔ گوش الٰہی سے سنتا اور چشم ربانی سے اسرار صنع صمدانی دیکھتا ہے دوست کے خلوت خانہ میں قدم مار کر خاص پردہ ہاے محبوب کا محرم بنتا ہی اور دست حق کو جیب مطلق سے نکالتا اور قدرت کے اسرار ظاہر کرتا ہے وصف اور اسم اور رسم اپنی طرف سے نہیں دیکھتا

[1] یعنی محبت ایک پردہ ہی محب اور محبوب کے درمیان ۱۲ +++

ممکنات یکساں بینید و انوار توحید را بر جمیع موجودات موجود و ظاہر مشاہدہ کند و معلوم آنجناب بود کہ جمیع اختلافات عوالم کون کہ در مراتب سلوک سالک مشاہدہ میکند از نظر خود سالک مثالی در این مقام ذکر میشود تا این معنی تمام معلوم گردد ملاحظہ در شمس ظاہری فرمائید کہ بر ہمہ موجودات و ممکنات بیک اشراق تجلی مینماید و ان ضو بامر سلطان ظہور بر ہمہ اشیاء میفرساید ولیکن در ہر محل باقتضائے استعداد آں محل ظاہر می شود و اعطائے فیض میکند مثل اینکہ در مرآت بقرص او ہیئتہا جلوہ مینماید و این بواسطہ لطافت خود مرآت است و در بلور نار احداث میکند و در ستار اشیا ہماں اثر تجلی ظاہر است نہ قرص و بان اثر ہر شئی رو بامر موثر باستعداد او تربیت میکند چنانچہ مشاہدہ می کنید ہمچنین الوانہم باقتضائے محل ظاہر می شود مثل اینکہ در زجاجہ زرد تجلی

اپنے وصف کو حق کے وصف میں ملاحظہ کرتا اور اسم حق کو اپنے اسم میں دیکھتا ہے کل آوازیں اُسی کیطرف سے جانتا اور کل نغمات اُسی سے سُنتا ہے [۱]قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ کی کرسی پہ جلوس فرماتا اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کے بچھونے پر راحت پکڑتا اور کل اشیا میں توحید کی نظر سے مشاہدہ کرتا ہے اور شمس الہی کی تجلّی کا اشراق ہویت کے مشرق سے تمام ممکنات پر یکساں دیکھتا اور توحید کے انوار کو تمام موجودات پہ ظاہر اور موجود مشاہدہ کرتا ہے +

آنجناب کو معلوم ہو کہ عوالم کون کے تمام اختلافات جو مراتب سلوک میں سالک اپنی نظر سے مشاہدہ کرتا ہے اُن کی ایک مثال اس مقام میں ذکر کی جاتی ہے تاکہ یہ مطلب بخوبی واضح ہو جائے۔ اس ظاہری سورج کو ملاحظہ فرمایئے جو کل موجودات و ممکنات پر ایک اشراق کے ساتھ تجلّی کرتا۔ اور سلطان ظہور کے حکم سے کل اشیاء پہ نور پہونچاتا ہے مگر یہ نور ہر ایک محل میں اُسکی استعداد کے موافق ظاہر ہوتا ہے اور فیض بخشتا ہے مثلاً آئینہ میں سورج اپنے قرص اور اپنی ہیئت کے ساتھ جلوہ افگن ہوتا ہے جسکا سبب خود آئینہ

[۱] کہہ دو کہ سب خدا کی طرف سے ہیں ۱۲

زرد و در سفید تجلی سفید و در سرخ تجلی سرخ ملاحظہ میشود پس ایں اختلافات از محل است نہ از اشراق ضیا و اگر محل مانع داشتہ باشد مثل جدار و سقف آں محل بالمرہ از تجلی شمس محروم ماند و آفتاب بر آں متابد ہمیں است کہ بعضی از نفوس ضعیفہ چوں اراضی معرفت را بجدار نفس و ہوی و حجاب غفلت و عمی حایل نمودہ اند لہذا از اشراق شمس معانی و اسرار محبوب لایزالی محجوب ماندند و از جواہر حکمت دین متین سید المرسلین دور ماندہ اند و از حرم جمال محروم شدند و از کعبہ جلال مہجور ہمیں است رتبہ اہل زمان و اگر بلبلی از گل نفس برخیزد و بر شاخسار گل قلب جای گیرد و بنغمات حجازی و آوازہای خوش عراقی اسرار الٰہی ذکر نماید کہ حرفی از آں جمیع جسد ہائی مردہ را حیات تازہ جدید بخشد و روح قدسی بر عظام رمیمہ

کی لطافت ہی اور بلور میں سورج آگ پیدا کرتا ہی غرضکہ تمام اشیا میں اسکی تجلی کا اثر ظاہر ہے مگر اسکا قرص ظاہر نہیں ہی (سوا آئینہ کے) اور پھر اسی اثر سے ہر چیز کو اسکی استعداد کے موافق موثر کے حکم سے تربیت کرتا ہے چنانچہ آپ ملاحظہ کرتے ہیں۔ اور اسی طرح اس کے رنگ حسب تقاضا محل کے ظاہر ہوتے ہیں مثلاً زرد شیشہ میں زرد تجلی اور سفید میں سفید اور سرخ میں سرخ تجلی دکھی جاتی ہی۔ پس یہ اختلافات محل کی طرف سے ہیں نہ اشراق ضیا کی طرف سے اور اگر محل (یعنی آئینہ) کیواسطے (تجلی کے اس تک پہونچنے سے) کوئی چیز مانع ہو گی مثلاً دیوار ہو یا چھت ہو تو ضرور وہ محل یعنے آئینہ سورج کی تجلی سے محروم رہے گا اور آفتاب کی چمک اسکو نہ پہونچے گی یہی بات ہی کہ بعض نفوس ضعیفہ نے جو اراضی معرفت کو نفس خواہش کی دیوار اور غفلت و نابینائی کے پردہ میں چھپا رکھا ہے۔ تو وہ شمس معانی کے اشراق اور محبوب لایزالی کے اسرار سے محجوب اور دین مبین سید المرسلین کے جواہر حکمت سے دور افتادہ ہیں (یہی لوگ) حرم جمال سے محروم اور کعبہ جلال سے مہجور ہیں۔ زمانہ کے لوگوں کا یہی رتبہ ہے اور اگر بلبل نفس کی مٹی سے اڑکر قلب کے پھول کی شاخسار پر جگہ پکڑلے اور حجازی نغموں

ممکنات مبذول دارد ہزار چنگال حسد و منقار بغض بینی کہ قصد او نمایند و با تمام جد در ہلاکش کوشند بلی جعل بوی خوش ناخوش آید و مزکوم را بیچہ طیب تمتع نبود اینست کہ برائی ارشاد عوام گفتہ اند ؎

دفع کن از مغز و از بینی زکام ٭ تا کہ ریح اللہ در آید در مشام ٭ باری اختلاف محل واضح و مبرہن شد اما نظر سالک وقتی در محل محدود ست یعنی در زجاجات سیر مینماید اینست کہ زرد و سرخ و سفید بیند بایں جہت کہ جدال بین عباد برپا شد و عالم را غبار تیرہ از انفس محدودہ فرا گرفتہ و بعضی نظر باشراق ضو دارند و برخی از خمر وحدت نوشیدہ اند جز شمس چیزی نمی بینند پس بسبب سیر این مقام مختلف فہم سالکین و بیان ایشان مختلف میشود این است کہ اثر اختلاف در عالم ظاہر شدہ دیدہ میشود زیرا کہ

اور عراقی چیچوں کے ساتھ اسرار الٰہی کے ذکر میں مصروف ہو جنکا ایک حرف تمام مردہ اجساد کو حیات تازہ عنایت کرتا اور ممکنات کی بوسیدہ استخوانوں پر روح قدسی کو بخشتا ہو (تو اس وقت) تم دیکھو گے کہ ہزاروں حسد کے پنجہ اور بغض کی چونچیں اُس بلبل کا قصد کرتی اور اسکے ہلاک کرنے میں پوری کوشش سے کام لیتی ہیں۔ ہاں (دیکھ لو) کہ جعل[1] کو خوشبو ناخوش معلوم ہوتی ہی اور زکام والے کو عطر کی خوشبو سے فائدہ نہیں پہونچتا۔ یہی بات ہے جو عوام کی ہدایت کے واسطے فرمایا ہی ؎

دفع کن از مغز و بینی زکام کہ ریح اللہ در آید در مشام

بارے (اس تفصیل سے) محل کا اختلاف واضح اور ثابت ہو گیا ٭

لیکن سالک کی نظر ایک وقت تو محل میں محدود ہوتی ہی یعنے شیشوں کی سیر کرتا ہی یہی بات ہی کہ اُسکو زرد اور سرخ و سفید دکھائی دیتے ہیں۔ اور اسی سبب سے لوگوں میں جھگڑے پیدا ہوکر نفوسِ محدودہ کے غبار نے عالم کو تیرہ و تار کر دیا ہے۔ اور بعض لوگ اشراق کی چمک پر نظر رکھتے ہیں اور بعض نے شراب وحدت نوش فرمائی ہے

[1] جعل یعنے گوبرکا سیاہ پردار کیڑا ۱۲ ٭

بعضی در مرتبۂ توحید واقفند و از آن عالم سخن گویند و برخی در عوالم تحدید و قائمند و بعضی در مراتب نفس و برخی بالمرہ محتجب‌اند ابنست کہ جہال عصر کہ از پرتو جمال نصیب نبردہ اند بعضی مقال تکلم بنمایند و در ہر عصر و زمان بر اہل لجۂ توحید دارو میا ورند آنچہ را کہ خود بہ آں لائق و سزاوارند ولو یؤاخذ اللہ الناس بما کسبوا ما ترک علی ظہرہا من دابۃ ولکن یؤخرہم الی اجل مسمی ای برادر من قلب لطیف بمنزلۂ آئینہ است آں را بصیقل حب و انقطاع از ما سوی اللہ پاک کن تا آفتاب حقیقی در آں جلوہ نماید و صبح ازلی طالع شود و معنی لا یسعنی ارضی ولا سمائی ولکن یسعنی قلب عبدی المومن را آشکار و ہویدا بینی و جان در دست گیری و بہزار حسرت نثار یار تازہ نمائی و چوں انوار تجلی سلطان احدیۃ بر عرش قلب و دل جلوس نمود

سورج کے سوا کسی چیز کو نہیں دیکھتے۔ چنانچہ انہیں تینوں مختلف مقاموں کی سیر کے سبب سے سالکوں کا فہم اور اُن کا بیان مختلف ہو گیا ہے جسکے اثر سے عالم میں اختلاف ظاہر ہوا اور ہوتا ہے کیونکہ بعض سالک توحید کے مرتبہ میں ٹھہر گئے ہیں اور وہیں کی باتیں کہتے ہیں اور بعض مقام تحدید میں قائم ہیں اور بعض نے مراتب نفس میں سکونت اختیار کی ہے اور بعض بالکل ہی حجاب میں ہیں یعنے جاہلان زمانہ کہ جنکو پرتو جمال سے کچھ بھی حصہ نہیں ملا کچھ باتیں (لاطائل بیہودہ) بنا دیتے ہیں اور ہر ایک وقت و زمانہ میں اہل توحید پر وہ اعتراض کرتے ہیں جنکے وہ خود لائق و سزاوار ہیں۔ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَابَّةٍ وَلٰكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى [1]۔ میرے (پیارے) بھائی پاکیزہ دل بمنزلہ آئینہ کے ہے اسکو محبت اور انقطاع از ما سویٰ اللہ کے صیقل سے پاک کر دو تاکہ آفتاب حقیقی اس میں جلوہ فرمائے اور صبح ازلی طالع ہو۔ اور لَا يَسَعُنِي اَرْضِي وَلَا سَمَائِي وَلٰكِنْ يَسَعُنِي قَلْبُ عَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ [2] کے معنے ظاہر اور آشکارا دیکھ لو

[1] اور اگر خدا لوگوں سے اُن گناہوں کا مواخذہ کرے جو انہوں نے کئے تو پشت زمین پر کسی چلنے پھرنے والے کو نہ چھوڑے ولیکن اُنکو ایک مقررہ وقت تک مہلت دیتا ہے ۱۲ [2] نہ میری زمین میری گنجائش رکھتی ہے نہ میرا آسمان لیکن میرے مومن بندہ کا دل میری گنجائش رکھتا ہے ۱۲ السید علی نظامی حسنی

نور او در جمیع اعضاء وارکان ظاہر میشود آں وقت سر حدیث مشہور سر از حجاب بیرون برارد لا یزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ فاذا احببتہ کنت وسمع الذی یسمع بہ الخ زیرا کہ صاحب بیت خود تجلی نمودہ وارکان بیت ہمہ از نور او روشن و منور شدہ و فعل و اثر نور از منیر است اینست کہ ہمہ باو حرکت نمایند و بارادہ او قیام کنند و اینست آں چشمہ کہ مقربین ازاں می نوشند چنانچہ میفرماید عیناً یشرب بھا المقربون و دیگر آنکہ مباد دریں بیانات رایحہ حلول یا تنزلات عوالم حق در مراتب خلق رود و بر آنجناب شبہہ شود زیرا کہ بذاتہ مقدس است از صعود و نزول و دخول و خروج لم یزل از صفات خلق غنی بودہ و خواہد بود و نشناختہ او را احدی و نجستہ او را و نیافتہ نفی کل عرفا در وادی

اور جان کو ہاتھ میں لیو اور بہزار حسرت باتازہ پر سے نثار و قربان کرو۔ جب سلطان احدیت کی تجلی کے انوار قلب و دل کے عرش پر جلوس فرماتے ہیں اُن کا نور تمام اعضاء اور ارکان میں جلوہ گر ہوتا ہے اور اُسوقت مشہور حدیث کا راز ظلمانی پردہ سے سر باہر نکالتا ہے۔ لَا یَزَالُ الْعَبْدُ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ الخ اسلیئے کہ صاحب خانہ اپنے مکان میں تجلی فرماتی ہے اور مکان کے تمام گوشے اُس کے نور سے روشن اور منور ہو گئے ہیں اور اس نور کا فعل و اثر نور بخشنے والے کی طرف سے ہے اور یہی بات ہے کہ سب اُسکے ساتھ حرکت کرتے ہیں اور اُسی کے ارادہ سے ان کا قیام کرتا ہے اور یہی وہ چشمہ ہے جس میں سے مقربان بارگاہ می نوشی کرتے ہیں عَیْنًا یَّشْرَبُ بِھَا الْمُقَرَّبُوْنَ۔ دوسرے یہ بات ہے کہ ان بیانات سے حلول یا تنزلاتِ عوالم حق کی مراتب خلق میں بُو نہ آئے اور آپ کو (اس قسم کا) شبہہ پیدا نہ ہو۔ کیونکہ خداوند تعالےٰ

سلہ یعنی بندہ میری طرف نوافل کے ساتھ تقرب حاصل کرنا چاہتا ہے یہانتک کہ میں اُس سے محبت کرتا ہوں پس جب میں اُس سے محبت کرتا ہوں تو میں اُسکا وہ کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے ۱۲ سلہ ایک چشمہ ہے جسمیں سے مقرب لوگ نوشش کرتے ہیں ۱۲ + + + + + + +

معرفتش سرگردان وکل اولیا در ادراک ذاتش حیران منزہ است از ادراک ہر مدرکی و متعالیست از عرفان
ہر عارفی السبیل مسدود و الطلب مردود و دلیلہ آیاتہ و وجودہ اثباتہ انیست کہ عاشقان روی جانان
گفتہ اند یا من دل علی ذاتہ بذاتہ و تنزہ عن مجانستہ مخلوقاتہ عدم صرف کجا تواند در میدان قدم اسپ
دواند و سایہ فانی کجا بخورشید باقی رسد حبیب لولاک ما عرفناک فرمودہ و محبوب او ادنےٰ ما
بلغناک گفتہ بلی ایں ذکرہا کہ در مراتب عرفان ذکر می شود معرفت تجلیات الشمس حقیقت است
کہ در مرایا تجلی میفرماید و تجلی آن نور در قلوب ہست دلکن بحجاب نفسانیہ و شیونات عرضیہ محجوبست
چون شمع زیر فانوس حدید چوں فانوس مرتفع شد نور شمع ظاہر گردد ہمچنیں چوں خرق حجابات ایکہ

بذاتہ صعود و نزول اور دخول و خروج سے منقسم و بری اور ہمیشہ صفات مخلوقات سے غنی ہے
اور رہیگا۔ کسی نے اُسکو نہیں پہچانا اور نہ اسکی حقیقت کی طرف راہ پائی ہی تمام عرفا اُس کی
معرفت کے میدان میں سرگردان اور کل اولیا اُسکی ذات کے ادراک میں حیران ہیں
وہ ہر ایک مدرک کے ادراک سے منزہ اور ہر ایک عارف کے عرفان سے بلند ہے
اَلسَّبِیْلُ[له] مَسْدُوْدٌ وَّالطَّلَبُ مَرْدُوْدٌ وَّدَلِیْلُہٗ اٰیَاتُہٗ وَوُجُوْدُہٗ اِثْبَاتُہٗ۔
اور یہی بات ہی کہ عاشقانِ روئے جاناں فرماتے ہیں۔ یَا[ع] مَنْ دَلَّ عَلٰی ذَاتِہٖ بِذَاتِہٖ
وَتَنَزَّہَ عَنْ مُجَانَسَۃِ مَخْلُوْقَاتِہٖ عدم صرف میں یہ طاقت کہاں ہے کہ میدان قدم
میں اسپ دوانی کرسکے اور سایۂ فانی میں کیا تاب و توان ہے کہ خورشید باقی تک پہونچ
سکے حبیب[ع] لولاک نے مَا عَرَفْنَاکَ فرمایا ہے اور محبوب او ادنیٰ نے مَا بَلَغْنَاکَ ارشاد
کیا ہے۔ ہاں یہ جو باتیں مراتب عرفان میں ذکر کی جاتی ہیں یہ تجلیات شمس حقیقت کی معرفت ہے

له راستہ بند ہی اور تلاش ستہ کیگئی ہی اُسکی دلیل اُس کی آیات ہیں اور اُسکا وجود اُسکا اثبات ہی ۱۲ ع اے
وہ ذات کہ جسنے اپنی ذات پر اپنی ذات کے ساتھ دلالت کی ہی اور اپنی مخلوقات کی مجالست سے منزہ (اور پاک)
ہی ۱۲ ع یعنی حبیب خدا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جنکی شان میں لولاک لما خلقت الافلاک وارد ہی ۱۲

از وجہ قلب نمائی انوار احدیہ طالع شود پس معلوم شد کہ از برای تجلیات ہم دخول و خروج نیست تا چہ رسد
بآں جوہر وجود و سر مقصود ای برادر من دریں مراتب از روی تحقیق سیر ممکن نیست از روی تقلید و سالک
را دور باش کلمات منع نکند و ہمینہ اشارت سد نماید + پردہ چہ باشد میان عاشق و معشوق ہا سد سکندر
نہ مانع است و نہ حایل ہا اسرار بسیار و اغیار بیشمار سر محبوب را دفترہا کفایت نکند و بایں اوراق اتمام
نیابد باینکہ حرفی بیش نیست و رمزی بیش نہ۔ العلم نقطۃ کثرۃ الجاہلون و از ہمیں مقام اختلافات
عوالم را ہم ملاحظہ کن اگرچہ عوالم الٰہی نامتناہی است و لکن بعضی چہار رتبہ ذکر نمودہ اند عالم زمان و آن
آنست کہ از برای او اول و آخر باشد و عالم دہر یعنی اول داشتہ باشد و آخرش پدید نباشد و عالم سرمد کہ

جو اُس نے آئینوں میں تجلی فرمائی ہی اور اُس نور کی تجلی دلوں میں ہی مگر نفسانی حجابوں اور عرضی
شانوں نے اسکو پوشیدہ کر لیا ہی جیسے کہ شمع آہنی فانوس میں پوشیدہ ہوتی ہی جب اُس
فانوس کو اُٹھا لیا جائے تو شمع کا نور ظاہر ہو جاتا ہے اسی طرح جب ان نفسانی حجابوں کو تم دل کے
چہرہ سے دور کردوگے تو احدیت کا نور اُسپر طالع ہوگا +

پس اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ تجلیات کے واسطے بھی آمد و رفت نہیں ہی (جسکے
سبب سے کہا جائے کہ) اُس جوہر وجود و سرِ مقصود (یعنے دل) کو کیا پہونچتا ہی (اور کیا نہیں
پہونچتا یعنے تجلیات سے) اے بھائی ان مراتب میں از روئے تحقیق کے سیر کرو
نہ از روئے تقلید کے سالک کو دور ہو کہنا یا اسی قسم کا اشارہ کرنا سلوک سے باز نہیں رکھتا
ہے [۱] پردہ چہ باشد میان عاشق و معشوق + سد سکندر نہ مانع است و نہ حائل +
اسرار بکثرت اور اغیار بے شمار ہیں محبوب کے راز کو دفتر کے دفتر بھی کفایت نہیں کرتے
ان چند اوراق میں تو کیسے پورا ہو سکتا ہی باوجودیکہ نہ ایک حرف زیادہ ہے نہ ایک رمز
اَلْعِلْمُ نُقْطَۃٌ کَثَّرَہَا الْجَاہِلُوْنَ۔ اور اسی مقام سے اختلافاتِ عوالم کو بھی ملاحظہ فرمائیے

[۱] علم (معرفت) ایک نقطہ ہی جاہلوں نے اسکو بڑھا دیا ہی ۱۲ + + + + + + + +

اولی ملاحظہ نشود و آخرش مفہوم شود و عالم ازل کہ نہ اول مشاہدہ شود و نہ آخری اگرچہ در این بیانات
اختلاف بسیار است اگر تفصیل ذکر شود کسالت افزاید چنانچہ بعضی عالم سرمد را بی ابتدا و انتہا گفتہ اند و عالم
ازل را غیب منیع لایدرک ذکر نمودہ اند و بعضی عوالم لاہوت و جبروت و ملکوت و ناسوت گفتہ اند
و سفرہای سبیل عشق را چہار شمردہ اند من الخلق الی الحق و من الحق الی الخلق و من الخلق الی الخلق و من الحق
الی الحق و ہمچنیں بسیار بیانات از عرفا و حکمائی قبل ہست کہ بندہ متعرض نشدم و دوست ندارم کہ اذکار
قبل بسیار اظہار شود زیرا کہ اقوال غیر را ذکر نمودن دلیل است بر علوم کسبی نہ بر موہبت الٰہی ولکن
اینقدر ہم کہ ذکر شد بواسطہ عادت ناس است و تاسی باصحاب علاوہ برایں دریں رسالہ ایں بیانات نگنجد

اگرچہ عوالم الٰہی نامتناہی ہیں مگر بعض بزرگان نے ان کے چار مراتب فرمائے ہیں۔ ایک عالم زمان
اور یہ وہ عالم ہے جسکا اول و آخر ہو۔ دوسرا عالم دہر یعنے وہ عالم جسکا اول ہو اور آخر ظاہر نہ ہو۔
تیسرا عالم سرمد جسکا اول ظاہر ہو اور آخر مفہوم نہ ہو۔ چوتھا عالم ازل جسکا نہ اول معلوم ہو نہ آخر۔
اگرچہ ان بیانات میں بہت اختلاف ہے کہ اگر ان کو مفصل ذکر کیا جائے تو طول فضول ہو
چنانچہ بعض نے عالم سرمد کو بے ابتدا و انتہا بیان کیا ہے اور عالم ازل کو غیب منیع کہ جسکا ادراک
ممکن نہیں ذکر کیا ہے اور بعض نے عالم لاہوت اور عالم جبروت اور عالم ملکوت و ناسوت ذکر
کئے ہیں۔ اور راہ عشق کے چار سفر شمار کئے ہیں ایک خلق سے حق کیطرف اور ایک حق سے
خلق کیطرف اور ایک خلق سے خلق کیطرف اور ایک حق سے حق کی طرف غرضکہ اسی
طرح کے بہت سے بیانات حکماء و عرفاء پیشین سے صادر ہوتے ہیں مگر میں ان کا
معترض نہیں ہوا اور نہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ پہلوں کے اذکار بکثرت بیان
کئے جائیں کیونکہ غیروں کا ذکر کرنا علوم کسبی کی دلیل ہے نہ بخشش خداوندی کی اور یہ اتنا بھی جو
بیان ہوا تو محض لوگوں کی عادت کے موافق اور دوستوں کی دل بستگی کیواسطے ہوا ہے۔
ورنہ اس رسالہ میں ان بیانات کی گنجایش نہیں ہے اور ان لوگوں کے ...اکو بیان کرنا

وعدم اقبال بذکر اقوال ایشان نہ از غرورست بل بواسطہ ظہور حکمت وتجلی موہبت است + گر خضر در بحر کشتی را شکست + صد درستی در شکست خضر ہست + والا این بندہ خود را در ساحت یکی از اجبائی خدا معدوم میدانم و مفقود میشمرم تا چہ رسد در بساط اولیا فسبحان اللہ ربی الاعلیٰ واز ینجا گذشتہ مقصود ذکر مراتب سالکین است نہ بیان اقوال عارفین اگرچہ مثال مختصری درا اول وآخر عالم نسبی اضافی زدہ شد مجدد مثالی دیگر ذکر میشود تا تمام معانی در قمیص مثالی ظاہر شود مثلاً آنجناب در خود ملاحظہ فرمایند کہ نسبت بہ پسر خود اولند و نسبت پدر خود آخر و در ظاہر حکایت از ظاہر قدرت میکنید در عوالم صنع الٰہی و در باطن از اسرار باطن کہ ودیعہ الٰہیہ است در شما پس صدق اولیت و آخریت

غرور سے نہیں ہے بلکہ بواسطہ ظہور حکمت اور بخشش خداوندی کی تجلی سے ہے ؎ گر خضر در بحر کشتی را شکست + صد درستی در شکستِ خضر ہست + ورنہ یہ بندہ تو اپنے آپ کو دوستانِ خدا میں معدوم جانتا اور مفقود شمار کرتا ہے اور بساط اولیا میں کیا پہونچ سکتا ہے فَسُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی +

اب یہاں سے آگے چلکر مراتب سالکین کا ذکر کرنا مقصود ہے نہ اقوالِ عارفین کا بیان کرنا اگرچہ ایک مختصر مثال اول و آخر عالمِ نسبی و اضافی میں بیان کی گئی تھی مگر یہاں ایک دوسری مثال نئے طور سے ذکر کیجاتی ہے تاکہ تمام معانی مثال کے پیراہن میں ظاہر ہو جائیں مثلاً آپ خود ملاحظہ فرمالیں کہ آپ بہ نسبت اپنے فرزند کے اول اور بہ نسبت اپنے والد کے آخر ہیں ظاہر میں تو صنعتِ خداوندی کے عالم میں ظاہر قدرت سے حکایت کیجئے اور باطن میں باطنی اسرار پر کہ جو آپ کے اندر خدا کی امانت ہیں پس انہی معنوں کے ساتھ جو ذکر ہوئے اولیت اور آخریت اور ظاہریت اور باطنیت کا صدق آپکے اوپر ہوتا ہے تاکہ ان چاروں مرتبوں میں جو آپ کو عنایت ہوئے ہیں آپ چاروں مراتب الٰہیہ کو ادراک

؎ پس پاکی ہی میرے پروردگار بلند کو ۱۲ +

وظاہریت وباطنیت بایں معنی کہ ذکر شد برشما می کند تا دریں چار رتبہ کہ بشما عنایت شد چار رتبہ
الٰہیہ را ادراک فرمایند تا بلبل قلب برجمیع شاخسارہائی کل وجود از غیب وشہود نداکند بانہ ہو الاوّل
والآخر والظاہر والباطن وایں ذکرہا در مراتب عوام نسبت ذکر میشود والاآن رجالیکہ بقدمی عالم
نسبت وتقید را طی نمودہ اند وبر بساط خوش تجرید ساکن شدہ اند ودر عالمہائی اطلاق دامر خیمہ بر افراختہ
جمیع ایں نسبتہا را بناری سوختہ اند وہمہ ایں الفاظ را نمی محو نمودہ اند ودریم روح شنا وری مینمایند ودر ہوای
نور سیر می کنند دیگر الفاظ دریں رتبہ کجا وجود دارد تا اول یا آخر یا غیر اینہا معلوم شود وذکر آید دریں مقام
اوّل نفس آخر وآخر نفس اوّل است ؎ آتشی از عشق جانان برفروز ؎ سر بسر فکر وعبادت رابسوز ؎

فرمائیں تاکہ بلبل قلب وجود کی تمام شاخساروں پر غیب وشہود سے یہ نغمہ سنجی کرے هُوَ الْاَوَّلُ[1]
وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ یہ ذکر عام لوگوں میں تو کچھ کئے بھی جاتے ہیں مگر جن
لوگوں نے کہ ایک قدم میں عالم نسبت وتقید کو طے کر دیا ہے اور تجرید کے بساط خوش
پر جا بیٹھے ہیں۔ اور اطلاق وامر کے عالموں میں اپنا خیمہ لگایا ہے انہوں نے ان تمام
نسبتوں کو ایک ہی آگ سے پھونک دیا اور ان تمام الفاظ کو ذراسی نمی کے ساتھ مٹادیا
ہے۔ روح کے بحر بے پایان میں تیرتے اور قدس نور کی ہوا میں سیر کرتے ہیں۔ دوسرے
الفاظ اسی رتبہ میں کہاں وجود رکھتے ہیں تاکہ اول یا آخر یا ان کے علاوہ اور کچھ معلوم ہو
اور ذکر کیا جائے اس مقام میں اول نفس آخر اور آخر نفس اول ہے ؎ آتشے از عشق
جاناں برفروز ✣ سر بسر فکر وعبادت رابسوز ✣ میرے دوست اپنے اندر ملاحظہ فرمائیے
کہ اگر باپ نہ ہوتا اور بیٹا نہ دیکھا جاتا تو یہ الفاظ بھی نہ سُنے جاتے پس اب سب کو بھول
جاؤ تاکہ توحید کے مکتب میں ادیبِ عشق سے تعلیم حاصل کرو اور انّا[2] سے راجعون کی طرف

[1] وہی پہلے اور پیچھے اور ظاہر اور پوشیدہ ہے ۱۲ ✣ [2] آیہ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون کی
طرف اشارہ ہے یعنے اپنی ہستی سے خدا کی طرف جائے ۱۲ ✣

ای دوست من در خود ملاحظہ فرما کہ اگر پدر نمی شدی و پسر ندیدہ بودی این الفاظ ہم نشنیدہ بودی پس حال ہمہ فراموش کن تا در مصطبۂ توحید نزد ادیب عشق بیاموزی و از آنا الیہ راجعون رجعت کنی و از باطن مجازی بمقام حقیقی خود واصل گردی و در ظل شجرۂ دانش ساکن شوی ای عزیز نفس را فقیر نما تا در عرصۂ بلند غنا وارد شوی و جسد را ذلیل کن تا از شریعۂ عزت بہرہ یابی و بجمیع معانی اشعار کہ سوال فرمودی برسے پس معلوم شد کہ این مراتب بستہ بسیر سالک است و در ہر مدینہ عالمی بیند و در ہر وادی بچشمہ رسد و در ہر صحرا نغمہ شنود ولی شاہباز ہوائی معنوی را شہنازہا بدیع روحانی در دل است و مرغ عراقی را آوازہای خوش حجازی در سر و لکن مستور بودہ و مستور خواہد بود ؎

رجوع کرو اور باطن مجازی سے اپنے مقام حقیقی میں واصل ہو اور وہ شجرۂ دانش کے سایہ میں سکونت پاؤ۔ اے عزیز نفس کو فقیر بنا تاکہ تونگری کے بلند مقام میں جا پہونچے جسم کو ذلیل کرتا کہ عزت کے ساتھ سرفرازی پائے اور تمام معانی اشعار کہ جن کا سوال فرمایا ہے اُن تک پہونچ جاؤ۔ اس گفتگو سے معلوم ہوا کہ یہ مراتب سالک کی سیر کے ساتھ وابستہ ہیں ہر شہر میں سالک ایک نیا عالم دیکھتا اور ہر وادی میں ایک چشمہ پر پہونچتا اور ہر صحرا میں ایک (خاص) نغمہ سنتا ہے مگر ہوائے معنوی کے شہباز کی بغل میں عجیب و غریب شہنائیاں ہیں اور مرغ عراقی کے سر میں حجاز کی خوش آوازیاں مگر پوشیدہ ہیں اور پوشیدہ ہی رہیں گی ؎ گر بگویم شغلہا برہم زنند + ور نویسم بس قلمہا بشکنند + وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ قَطَعَ ھٰذَا السَّفَرَ الْاَعْلٰی وَاتَّبَعَ الْحَقَّ بِاَنْوَارِ الْھُدٰی۔ سالک اس بلند اور اعلےٰ سفر کی سیڑھیاں طے کرکے شہر استغنا میں پہونچتا ہے اور اس وادی میں دیکھتا ہے کہ استغنا الٰہی کی نسیمیں روح کی طرف سے چل رہی ہیں اور فقر کے حجاب کو جلاتی ہیں۔ وَیَوْمَ یُغْنِیَ اللّٰہُ کُلًّا مِّنْ سَعَتِہٖ کو چشم ظاہر و باطن سے غیب و شہادت

ﷺ اسلام ہو اس شخص پر جس نے اس بلند سفر کو طے کیا اور انوار ہدایت کیساتھ حق کی پیروی کی ۱۲ ﷺ اور جس دن کہ خدا سبکو اپنی تونگری و کشادگی سے غنی کر دے گا ۱۲ +

گر بگویم عقلها بر ہم زند ؛ ور نویسم بس قلمہا بشکنند ؛ والسلام علی من قطع ہذا السفر الاعلیٰ واتبع الحق بانوار الہدیٰ و سالک بعد از قطع معارج ایں سفر بلند اعلیٰ در مدینہ استغنا وارد میشود درایں وادی نسایم استغنائے الٰہی را بیند کہ از بیدائی روح می وزد و حجابہائے فقر رامی سوزد و یوم یغنی اللہ کلاً من سعتہ را بچشم ظاہر و باطن در غیب و شہادہ و اشیا مشاہدہ فرماید از حزن بسرور آید و از غم بفرح راجع شود و قبض و انقباض را ببسط و انبساط تبدیل نماید مسافران ایں وادی اگر در ظاہر بر خاک ساکنند امادر باطن بر رفرف معانی جالس و از نعمتہائے بی زوال معنوی ہر زوقت و از شربہائے لطیف روحانی مشرب زبان در تفصیل ایں سہ وادی عاجزاست و بیان بنہایت قاصر قلم درایں عرصہ قدم نگذارد و مداد جز سودا

اشیا میں مشاہدہ فرماتا ہے رنج سے سرور میں آتا اور غم سے خوشی میں رجوع کرتا ہے۔ قبض و انقباض کو بسط و انبساط کیساتھ بدل دیتا ہے۔ اس صحرا کے رہ نورد اگرچہ بظاہر خاک نشین ہیں مگر در اصل رفرف معانی پر جلوہ فرما ہیں بے زوال نعمتوں کا رزق انکو پہونچتا ہے اور لطیف روحانی شراب پینے کیواسطے ہے۔ ان تینوں وادیوں کے تفصیلی بیان سے زبان عاجز اور بیان قاصر ہے قلم اس میدان میں قدم نہیں اٹھا سکتی اور روشنائی سیاہی کے سوا کچھ پھل نہیں دیتی۔ ان مقامات میں بلبل قلب کی کچھ اور ہی نوائیں اور دوسرے ہی اسرار ہیں جن سے دل پر جوش اور روح در خروش رہا ہے۔ مگر یہ معانی کا معمہ دل سے دل ہی کہہ سکتا اور سینہ کو سینہ ہی سونپ سکتا ہے اور عارفوں کے حال کی تشریح دل سے دل ہی کر سکتا ہے۔ ؎ ایں نہ شیوۂ قاصد نہ حد مکتوبست لاچار میں بہت سی باتوں سے خاموشی اختیار کرتا ہوں جنکو مفصل بیان کرنے کی میرے نطق میں طاقت نہیں ہے اور اگر میں اُن کو بیان بھی کروں تو بہت ہی کم بیان ہونگے ؎

اے رفیق جب تک معانی کے اس باغ میں نہ پہونچو گے اس وادی کی شراب

ثمر نیار د و بلبل قلبرا و این مقامات نواہائی دیگر است و اسرار دیگر کہ دل از او بجوش و روح در خروش
ولاکن این متمائی معانی را دل بدل باید گفت و سینہ بسینہ باید سپرد و شرح حال عارفان دل
بدل تواند گفت ؎ این نہ شیوۂ قاصد و این نہ حد مکتوب است ؎ و اسکنت عجزا عن امور کثیرة ؎
بنطقی لن تحصی ولو قلت قلت ؎ ای رفیق تا بحقیقۂ این معانی نرسی از ثمر باقی این وادی
نچشی و اگر چشمی از غیر چشم پوشی و از بادہ استغنا بنوشی و از ہمہ بگسلی و باو بپیوندی و جان در
رہش بازمی روان رایگان برافشانی اگرچہ غیری در این مقام نیست تا چشم پوشی۔ کان اللہ
ولم یکن معہ من شیئی زیرا کہ سالک در این رتبہ جمال دوست را در ہر شیئی بیند از نار رخسار یار بیند

باقی کو نہیں چکھ سکتے غیر سے آنکھ بند کر کے بادۂ استغنا کو نوش کر لو اور سب سے
ٹوٹ کر اُسکے ساتھ مل جاؤ اسکے راستہ میں جان کو نثار کر دو۔ اگرچہ اس مقام میں
غیر نہیں ہے جس سے تم آنکھ بند کرو گے۔ [1] کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْئٌ کیونکہ اس
مرتبہ کے اندر سالک دولت کا جمال ہر چیز میں دیکھتا ہے جہاں دیکھتا ہے خیال
یار ہی کی چمک دیکھتا ہے مجاز میں حقیقت کی رمز کو ملاحظہ اور ستر ہویت کی صفات
سے مشاہدہ کرتا ہے تمام تر پیچھے کے پردوں کو ایک آہ سے جلا کر اور حجابوں کو ایک
نگاہ سے اُٹھا کر تیز نظر سے نئی کاریگری کی سیر کرتا اور نرم دل سے دقیق آثار کو
سمجھتا ہے۔ [2] فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ اسکے شاہد مقال اور کافی احوال ہے۔ استغنا
بخشش کے مراتب کی سیر سے فارغ ہو کر سالک مقام حیرت میں پہونچتا ہے اور
عظمت کے دریا میں غوطہ کھا کر اسکی حیرت بڑھتی جاتی ہے کبھی تو نگری کی ہیکل کو
نفس فقر اور جوہر استغنا کو نفس عجز دیکھتا ہے اور کبھی جمال ذوالجلال میں محو ہو جاتا
ہے اور کبھی اپنی ہستی تک سے بیزار۔ یہ حیرت کی آندھی کیا معانی کے درختوں کو جڑ سے

[1] خدا تھا اور اُسکے ساتھ کوئی چیز نہ تھی ۱۲ [2] پس آج تیری نگاہ بہت تیز ہے ۱۲ ؎

ودر مجاز رمز حقیقت ملاحظہ کند و از صفات سر ہویت مشاہدہ نماید زیرا پردہ ہا را باہی موختہ وحجابہا
را بنگاہی برداشتہ بصر حدید در صنع حدید سیر نماید در بقلب رقیق آثار دقیق ادراک کند وجعلنا الیوم
بصرک حدید اشاہد مقال و کافی احوال است و سالک بعد از سیر مراتب استغنائی بحث در ولوی
حیرت وصل میشود و در بحرہائے عظمت غوطہ میخورد و در ہر آن بر حیرتش می افزاید گاہی
ہیکل غبار نفس فقر می بیند جوہر استغنا را صرف عجز گاہی محو جمال ذوالجلال میشود گاہی از وجود
خود بیزار ایں صر صر حیرت چہ درختہائے معانیرا کہ از پا انداخت وچہ لقو سہارا کہ از نفس بر انداخت
زیرا کہ ایں وادی سالک را در انقلاب آورد ولیکن ایں ظہورات در نظر واصل بسیار محبوب و مرغوب ست

اکھیڑ کر پھینکتی اور کیا نفوس کو نفس سے گراتی ہے کیونکہ یہ وادی سالک کو (ایک عجیب)
انقلاب میں ڈالدیتا ہے۔ مگر یہ تمام ظہورات واصل کی نگاہ میں نہایت محبوب و مرغوب ہوتے
ہیں اور ہر ایک آن میں وہ ایک نیا عالم اور نئی مخلوق مشاہدہ کرتا ہے حیرت پر حیرت بڑھتی
جاتی ہے۔ سلطان احدیت کی نئی نئی صنعتوں میں محو ہوجاتا ہے ؛

اے برادر اگر ہم ہر ایک مخلوق میں ذکر کریں تو ہزاروں اعلےٰ درجہ کی حکمتیں اور
لاکھوں علوم بدیعہ سیکھ لیں۔ دیکھیئے منجملہ مخلوقات کے ایک نیند ہی ہے اسکے اندر
کس قدر اسرار ودیعت رکھے ہیں اور کس قدر حکمتیں اس میں مخزون ہیں اور کتنے عوالم
اسکے اندر پوشیدہ ہیں ملاحظہ کیجے کہ آپ ایک مکان میں سوتے ہیں سب طرف سے
اسکے دروازے بند ہیں اور پھر آپ خواب میں اپنے آپ کو ایک دور دراز شہر میں
دیکھتے ہیں اور بغیر پیر کی حرکت اور بدن کی مشقت کے آپ اُس شہر میں داخل
ہوجاتے ہیں اور بغیر آنکھ کی زحمت کے آپ کو دکھائی دیتا اور بغیر کان
کی محنت کے سُنائی دیتا ہے اور بغیر زبان کے آپ بات کرتے ہیں اور بعض
اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آج کی شب جو مقام آپ نے خواب میں دیکھا دوسرے دن بعد

ودرہرآن عالم بدیعی دخلق جدیدی مشاہدہ کند وحیرت برحیرت افزاید محو صنع جدید سلطان احدیہ
شود بلی ای برادر اگر دہر خلقی تفکر نمائیم صد ہزار حکمت بالغہ بہبینیم وصد ہزار علوم بدیعہ بیاموزیم از جملہ
مخلوقات نوم است ملاحظہ کن چہ قدر اسرار در او ودیعہ گذاشتہ شدہ است وچہ حکمتہا در او مخزون
گشتہ است وچہ عوالم در او مستور ماندہ ملاحظہ فرمائید کہ شما در مینی میخوابید ودرہای آن بیت بستہ است
یکمرتبہ خودرا در شہر بعیدی مشاہدہ می کنید بی حرکت رجل وتعب جسد بآن شہر داخل میشوید بی زحمت
چشم مشاہدہ می کنید وبی محنت گوش می شنوید وبی لسان تکلم می نمائید وگاہست کہ آنچہ امشب
دیدہ اید دہ سال بعد در عالم زمان بحسب ظاہر بعینہ آنچہ درخواب دیدہ اید می بیند حال چند حکمت است

عالم زمان میں بحسب ظاہر بعینہ وہی مقام جو خواب میں آپنے دیکھا تھا آنکھ سے آپ
دیکھ لیتے ہیں۔ اسوقت خواب کی چند حکمتوں کا بیان کیا جاتا ہے اور جو لوگ کہ اس
مقام کے نہیں ہیں پورے طور سے ادراک نہیں کرتے ہیں۔ پہلی حکمت یہ ہے کہ
عالم خواب کیا عالم ہے جس میں بغیر آنکھ اور کان اور ہاتھ اور پیر کے ان سب کا
حکم اُس کے اندر معمول ہو جاتا ہے (یعنے ان اعضا کے کام بغیر توسط ان اعضا کے
پورے ہوتے ہیں) دوسری حکمت یہ ہے کہ عالم ظاہر میں خواب کے اثر (یعنی تعبیر)
کو آج تم نے مشاہدہ کیا ہے مگر عالم خواب میں یہ سیر تم نے دس برس پہلے دیکھ لی
تھی۔ اب تم کو فکر کرکے ان دونوں عالموں اور اُن اسرار میں جو اُن کے اندر
ودیعت رکھے ہوئے ہیں فرق کرنا چاہیئے تاکہ تم تائیدات ربانی اور مکاشفات
سبحانی سے فائز ہو اور عالم قدس کیطرف قدم بڑہا سکو۔ یہ نشانیاں خداوند عالم نے
مخلوق میں اسیواسطے چھوڑی ہیں کہ تحقیق کرنے والے اسرار معاد کا انکار نہ
کرسکیں اور جو وعدہ اُن کو دیا گیا ہے اُسکو سہل نہ سمجھیں مثلاً جیسے کہ بعض لوگوں
نے عقل ہی پر تمسک کیا ہے اور جو کچھ اُن کی عقل میں نہیں آتا اُسکا انکار کرتے

کہ در این نوم مشہود است و غیر اہل این وادی بر گماے ادراک نمی گنند اول آنکہ آنچہ علام است کہ بی چشم و گوش دوست دلسان حکم ہمہ اینہا در راہ معمول می شود دثانی آنکہ در عالم ظہور اثر خواہ را امروز مشاہد میکنی ولیکن این سیر از عالم نوم در دہ سال قبل دیدۂ حال تفکر نما فرق این دو عالم و اسرار مودعہ آنرا تا بتائیدات و مکاشفات سبحانی فائز شوی وبی بعالم قدس بری واین آیات را حضرت باری در خلق گذاشتہ تا محققین انکار اسرار معاد نکنند و آنچہ وعدہ دادہ شدہ اند سہل نشمرند مثل اینکہ بعضی تمسک بعقل جستہ و آنچہ بعقل نیاید انکار نمایند و حال آنکہ ہرگز عقول ضعیفہ ہمیں مراتب مذکورہ را ادراک نکنند مگر عقل کلی ربانی ◆ عقل جزئی کی تواند گشت بر قرآن محیط

ہیں کیونکہ ضعیف اور کم زور عقلیں مراتب مذکورہ بالا کا ادراک نہیں کرسکتی ہیں سوا اُس عقل کے جو کلی ربانی ہو سے عقل جزئی کے تو ان گشت بر قرآن محیط ◆ عنکبوتے کے تواند کرد سیمرغی شکار ◆ یہ تمام عوالم وادی حیرت میں سامنے آتے اور مشاہدہ ہوتے ہیں۔ سالک کو چاہیئے کہ ہر آن زیادتی کا طالب ہو کر تھک نہ جائے اور یہی بات ہے جو سید اولین و آخرین صلے اللہ علیہ وسلم نے مراتب فنا رت اور اظہار حیرت میں فرمایا ہے رَبِّ زِدْنِی فِیْكَ تَحَیُّرًا۔ اسی طرح پیدائش انسان کے اتمام میں ذکر کرو کیونکہ یہ تمام مراتب اور یہ جملہ عوالم اُسکے اندر پیچیدہ اور پوشیدہ ہیں سے اَتَحْسَبُ اَنَّكَ جِرْمٌ صَغِیْرٌ ◆ وَفِیْكَ انْطَوَی الْعَالَمُ الْاَكْبَرُ ◆ پس ہمکو ایسی کوشش کرنی چاہیئے کہ رتبۂ حیوانی کو ہم معدوم کردیں تاکہ انسانی معنے ہم پر ظاہر ہوں اسی طرح لقمان حکیم نے جو چشمۂ حکمت سے سیراب اور بحر رحمت سے مزہ چکھے ہوئے تھے اپنے بیٹے ناتان سے مقامات

لے اے پروردگار اپنے اندر میری حیرانی زیادہ کر ۱۲ ؎ کیا تو سمجھتا ہے کہ تو ایک چھوٹا سا جسم ہے حالانکہ تیرے اندر عالم اکبر لپٹا ہوا ہے ۱۲ ◆ ◆ ◆ ◆ ◆ ◆ ◆ ◆

عنکبوتی کسی تواند گر د سیمرغی شکار * واین عوالم کل درو ادی حیرت دست دہد و مشاہدہ کرد وسالک در ہر آن زیادتی طلب نماید و کسل نشود این است کہ سید اولین و آخرین در مراتب قلت واظہار حیرت ۔۔۔ رب زدنی فیک تحیرا ۔۔ فرمودہ و ہمچنیں تفکر در تمامیت خلق انسان کن کہ این ہمہ عوالم این ہمہ مراتب در او منطوی و مستور شدہ * اتحسب انک جرم صغیر و فیک انطوی العالم الاکبر ۔ پس جہدی باید کہ رتبہ حیوانی معدوم کنیم تا معنے انسانی ظاہر شود ہمچنیں لقمان کہ از چشمہ حکمت نوشیدہ و از بحر رحمت چشیدہ بپسر ش نا تان بجہت اثبات مقامات حشر و موت ہمیں خواب را دلیل آوردہ و مثل زدہ دریں مقام ذکر مینمائیم تا ذکری از انجوان مصطلنہ توحید و پیر مراتب تعلیم و

محشر کے اثبات اور موت کے بارے میں اس خواب ہی کو حجت قرار دیا ہے اور اسی کی مثال بیان کی ہے جسکو ہم اس مقام میں ذکر کرتے ہیں تاکہ اُس مینخانہ توحید کے جوان اور مراتب تعلیم و تجربہ کے پیر کا ذکر اس بندۂ فانی سے باقی رہے۔ فرمایا اے فرزند اگر تو اس بات پر قادر ہے کہ نہ سوئے تو اس بات پر بھی قادر ہے کہ نہ مرے اور اگر تو اس بات پر قادر ہے کہ سونے کے بعد بیدار نہ ہو تو اس بات پر بھی قادر ہے کہ مرنے کے بعد محشور نہ ہو *

اے دوست تمہارا دل جو اسرار باقیہ کا محل ہے اسکو افکار فانیہ کی جگہ نہ بناؤ اور اپنی عمر گرانمایہ کے سرمایہ کو دنیائے فانیہ کے اشغال میں ہاتھ سے نہ کھو دو عالم قدس کو چھوڑ کر خاک سے دل بستگی نہ کرو اور مقام اُنس کے رہنے والے ہو کر خاکی وطن پسند نہ کرو۔ غرضکہ ان مراتب کے ذکر کی انتہا نہیں ہے اور نہ اس بندہ کو اہل زمانہ کے صدمہ سے کچھ فرصت ہے ؎ این سخن ناقص بماند و بے قرار * دل ندارم بے دلم معذور دار ۔ قلم نالہ و فریاد کرتا ہے اور دل کے دریا میں خون کی موجیں اٹھتی ہیں

تجرید از ین بندہ فانی باقی بماند فرمودای پسر اگر قادر باشی کہ نخوابی پس قادری بر آنکہ نمیری و اگر توانی
بعد از خواب بیدار نشوی میتوانی کہ بعد از مرگ محشور نکردی ای دوست دل کہ محل اسرار باقیہ است
محل افکار فانیہ مکن و سرمایۂ عمر گرانمایہ را باشتغال دنیای فانیہ از دست مدہ از عالم قدسی بتراب
دل مبند و اہل بساط انس وطن خاکی میپسند ؂ باری ذکر این مراتب را انتہائی نہ و این بندہ را
از صدمۂ اہل روزگار احوالی نہ این سخن ناقص بماند و بیقرار دل ندارم بیدلم معذور دار۔ قلم تلم
میکند و مداد ستے گریہ چیچون دل خون موج میزند ؂ لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا والسلام علی
من اتبع الہدیٰ و سالک بعد از ارتقائی بمراتب بلند حیرت بوادے فقر حقیقی و فنائی اصلی وارد

لَنْ يُّصِيْبَنَا اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى[1] حیرت کے
بلند مراتب میں ترقی کرنیکے بعد سالک فقر حقیقی اور فناء اصلی کے مقام میں وارد ہوتا ہے
اور یہ مرتبہ نفس سے فانی اور خدا کے ساتھ باقی ہونے کا ہے اس مرتبہ میں فقر
اپنی طرف سے اور تونگری مقصود کیطرف سے ہے اس مقام میں جو فقر کا ذکر کیا
جاتا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ جو کچھ عالم خلق میں ہے سالک اس سب سے فقیر ہوتا
ہے اور عوالم حق میں جو کچھ ہے اسکے ساتھ غنی ہوتا ہے کیونکہ جب عاشق صادق
اور حبیب موافق اپنے محبوب و معشوق کی ملاقات سے سرفراز ہوتا ہے تو جمال محبوب
کے پرتو اور قلب حبیب کی آتش سے ایک شعلہ نکلکر تمام پردوں اور حجابات
کو جلا دیتا ہے بلکہ جو کچھ کہ عاشق کے ساتھ ہے یہاں تک کہ اسکا مغز و پوست
بھی جل جاتا ہے۔ اور دوست کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا۔ ؂ چون تجلی کرد
اوصافِ قدیم ؂ پس بسوزد وصف حادث را کلیم ؂ اور اس مقام میں دار
دنیا کے متعلق کل چیزوں سے پاک ہوتا ہے چنانچہ اگر واصلوں کے پاس اشیا

[1] ہرگز نہ پہونچیگا ہمکو مگر جو کہ خدا نے ہمارے واسطے لکھدیا ہے اور سلام ہو اُسپر جسنے ہدایت کی پیروی کی ۱۲

شود و ایں رتبہ مقام فنائی از نفس و بقائی باللہ است و فقر از خود و غنائی بمقصود است و در ایں مقام
کہ ذکر فقر می شود یعنی فقیر ست از انچہ در عالم خلقت و غنی است بانچہ در عوالم حق است زیرا کہ عاشق
صادق و حبیب موافق چوں بلقائی محبوب و معشوق رسید از پرتو جمال محبوب آتش قلب حبیب ناری
مشتعل شود و جمیع سرادقات و حجابات را بسوزاند بلکہ آنچہ با او ست حتی مغز و پوست محترق گردد جز
دوست چیزی نماند چوں تجلی کرد اوصاف قدیم پس بسوزد وصف حادث را کلیم و در ایں
مقام واصل مقدس ست از انچہ متعلق بدنیا ست پس اگر در نزد واصلین حبر وحد از اشیا
محدودہ کہ متعلق بعالم فانی است فنا نشود چہ از اموال ظاہریہ باشد و چہ از تفکرات نفسیہ باہم

محدودہ جو عالم فانی سے متعلق ہیں پائی نہ جاویں یعنے ظاہری مال و منال یا نفسانی
فکر و اندیشے اُن کے پاس نہ ہوں تو کچھ ڈر نہیں ہے (ان چیزوں کے نہونے سے
اُن کی عزت و عظمت میں کچھ فرق نہیں آتا ہے) کیونکہ مخلوق کے پاس جو کچھ ہے
وہ انہی کی حدود میں محدود ہے اور حق کے پاس جو کچھ ہے وہ اِس سے پاک
ہے۔ اِس بیان کے متعلق بہت کچھ فکر کرنا چاہیئے تاکہ اسکا مطلب ظاہر ہو۔
اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ مِنْ کَاْسٍ کَانَ مِزَاجُهَا کَافُوْرًا[۱] اگر کافور کے معنے
معلوم ہوں تو مقصود حقیقی معلوم ہو جاوے۔ فقر کا یہی مقام ہے جسکی نسبت فرمایا
ہے کہ اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ[۲]۔ فقر ظاہری اور باطنی کے بہت سے مراتب اور
معانی ہیں جنکا ذکر کرنا میں نے اس مقام کے مناسب نہیں دیکھا اسواسطے اسکو
وقت فرصت کے حوالہ کیا دیکھا چاہیئے کہ خدا کیا چاہتا ہے اور قسمت کیا جاری
کرتی ہے۔ یہ وہ مقام ہے کہ ہر چیز کی کثرت سالک کے اندر ہلاک اور
نیست ہو جاتی ہے اور خورشید ذات بقا کے مشرق سے سر اپنا پردہ سے

[۱] بیشک نیک لوگ ایک پیالہ سے پینگے جسکے اندر کافور کی آمیزش ہوگی ۱۲ [۲] فقر میرا فخر ہے ۱۲

زیراکہ آنچہ نزد خلقت محدود ست بحد ود ایشان و آنچہ نزد حضرت مقدس از آن این بیان را

بپایہٴ پایان آشکار شود ۵۱ ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجہا کافوراً اگر معنی کافور

معلوم شود مقصود حقیقی معلوم گردد این مقام از فقر ست کہ پیغمبر فرماید ۵۲ الفقر فخری ۵۳ و از برای

فقر باطنی و ظاہری مراتبہا و معنیہا ست کہ ذکر آنرا مناسب این مقام ندیدم لہذا بعہدہٴ وقتی

گذاشتم تا خدا چہ خواہد و قضا چہ امضا نماید و این مقام است کہ کثرات کل شیئی در سالک ہالک

شود و طلعت وجہ از مشرق بقا سراز غطا بیرون آرد و معنی ۵۴ کل شیئی ہالک الا وجہہ ۵۵ مشہود

گردد ای حبیب من نغمات روح ریحان را بدل گوش کن و چون بصر حفظش نما کہ ہمیشہ ایام معارف الٰہی

باہر نکلتا ہے کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهٗ مشاہدہ ہوتا ہے۔

میرے پیارے روح کے دلکش نغمونکو دل وجان سے سنو اور مثل

آنکھ کے اُن کی حفاظت کرو کیونکہ معارف الٰہی کے دن ابر نیسانی کیطرح ہمیشہ

قلوب انسانی کی اراضی پر نہیں برستے اگرچہ فیض رسان کے فیض میں کسی قسم

کی تعویق یا تعطیل نہیں ہے مگر ہر ایک زمانہ اور وقت کا ایک مقرر رازق اور مقدر

نعمت ہوتی ہے۔ اور اپنے اندازہ کے ساتھ پہونچائی جاتی ہے وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ

اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ط رحمت جانان کا ابر باغ

جان کے سوا کہیں نہیں برستا اور بحبز موسم بہار کے یہ کرم نہیں فرماتا دیگر فصلوں

کو اس بڑی فضل سے کچھ حصہ نہیں ہے اور نہ اراضی جزرہ کی اس کرم

میں کچھ قسمت ہے ✦

بھائی صاحب ہر ایک دریا موتی نہیں رکھتا ہے اور نہ ہر ایک شاخ پھول لاتی ہے

۵۱ ہر ایک چیز ہلاک ہونے والی ہے سوا اُسکی ذات کے ۱۲ ۵۲ اور نہیں ہے کوئی چیز مگر

کہ ہمارے پاس اُسکے خزانے ہیں اور نہیں نازل کرتے ہیں ہم اُسکو مگر ایک مقدار معلوم کیسا تھ ۱۲

بمثابۂ ابرنیسانی براضی قلوب انسانی جاری نیست اگرچہ فیض فیاض را تعطیلی و تعویقی نہ و لکن ہر زمان و عصر را رزقی معلوم و قسمتی مقدرست و بقدر و اندازہ افاضہ می شود و ان من شیئی الا عندنا خزائنہ وما ننزلہ الا بقدر معلوم و سحاب رحمت جانان جز بر ریاض جان نبارد و در غیر بہار آن ابر کرم نبارد بفصول دیگر را ازین فضل اکبر نصیبی نیست و اراضی جزیرہ را ازین کرم قسمتی نہ ای برادر ہر بحری لو لو ندارد و ہر شاخی گل نیارد و بلبل بران نسراید پس بلبل بوستان معنوی بگلستان الٰہی بازگشت و انوار صبح معانی شمس حقیقی راجع نشد سعی کنید کہ شاید دراین گلخن فانی بوئی از گلشن باقی بشنوید و در ظل اہل این مدینہ جاوید بمانید و چون باین رتبہ بلند اعلیٰ رسیدی و باین درجہ عظمیٰ

نہ بلبل اس پر بسیرا کرتا ہے پس جب تک کہ بوستان معنوی کا بلبل گلستان الٰہی کو واپس نہ ہو اور صبح معانی کے انوار شمس حقیقی کی طرف رجوع نہ کریں کوشش کرو کہ شاید اس گلخن فانی میں گلشن باقی کی خوشبو آجائے اور اس شہر جاوید کے رہنے والوں کے سایہ میں سکونت اختیار کرو اور جب اس مرتبہ بلند پہ پہونچ جاؤ اور اس درجہ عظمیٰ سے فائز ہو تو یار کو دیکھوگے اور اغیار کو بھول جاؤ گے ع یار بے پردہ از در و دیوار ⁂ در تجلی ہست یا اولی الابصار ⁂ قطرۂ جان سے گزر کر بحر جانان میں واصل ہوگئے یہی تمہارا مقصود تھا جس کو تم طلب کرتے تھے انشاء اللہ تعالےٰ اس تک کامیاب ہوگے۔ اس شہر میں نور کے حجابات بھی پھٹ کر دور ہو جاتے ہیں۔ لا لجمالہ حجاب سوی النور ولا لوجہہ نقاب الا الظہور۔ تعجب ہے کہ یار سورج کیطرح ظاہر اور آشکار ہے اور اغیار سونے چاندی کی تلاش میں ہیں۔ ہاں وہ شدت ظہور سے پوشیدہ ہے اور کثرت بروز سے مخفی ہے۔

(۱) نہ اسکے جمال کا نور کے سوا حجاب ہے اور نہ اسکے چہرہ کی ظہور کی سوا نقاب ہے ۱۲ +

فائز شوی یا بینی و اغیار فراموش کنی ؏ یار بی پرده از در و دیوار ؏ در تجلی است یا اولی الابصار ؏ و از
قطرۂ جان گزشتی و بحر جانان واصل شدے اینست مقصودی کہ طلب فرمودی انشاء اللہ باین
فائز شوی و دراین مدینہ حجابات نور ہم خرق میشود و زایل میگردد ؏ لا لجمالہ حجاب سوی النور ولا الوجہ
نقاب الا الظہور ؏ ای عجب کہ یار چون شمس آشکارا رود و اغیار در طلب زخارف دنیا بلی از شدت
ظہور پنہان ماندہ و از کثرت بروز مخفی گشتہ۔ حق عیان چون مہر رخشان آمدہ حیف کاندر شہر کوران آمدہ
دراین وادی سالک مراتب وحدت وجود و شہود را طے نماید بوحدتیکہ مقدس ازین دو مقامات
واصل گردد احوال بیرون ازین مقال بروز بیان وجدال و ہرکس درین محفل منزل گزیدہ ویا ازین

۵ حق عیان چون مہر رخشان آمدہ ؏ حیف کاندر شہر کوران آمدہ ؏ اس صحرا میں سالک
وحدت وجود و شہود کے مراتب طے کرتا ہے اور اُس وحدت سے واصل ہوتا ہے۔
جو ان دونوں مقاموں سے پاک ہے اور جسکا احوال گفتگو اور بیان وجدال میں
نہیں آسکتا جو شخص اُس محفل میں جگہ پکڑتا ہے یا اُس باغ کی نسیم پاتا ہے وہ
خوب جانتا ہے کہ کیا حالت عارض ہوتی ہے۔ سالک کو لازم ہے کہ ان تمام
سفروں میں بقدر طاقت شریعت کا پابند رہے کیونکہ شریعت ہی درحقیقت طریقت
کا راز اور شجر حقیقت کا ثمر ہے اِس سے منحرف نہ ہو اور تمام مراتب میں اُسکے اوامر
کی فرمانبرداری کا پابند اور اسکے مناہی سے روگردانی کی رسی کو مضبوط پکڑے
رہے تا شریعت کے پیالہ سے اِسکو رزق نصیب ہو اور حقیقت کے اسرار کا
واقف بنے۔ اِس بندہ کے بیانات میں سے جو بات سمجھ میں نہ آئے اور اُسکے
باعث سے کچھ تزلزل پیدا ہو تو اسکو دریافت کرلینا چاہیئے تاکہ شبہ نہ رہے
اور مقصود طلعت محبوب کیطرح مقام محمود سے جلوہ گر ہو۔ یہ اصفا[صفہ] جن کی عالم زمان

۵ سفر کی جمع ۱۲

بیانش نسبی یافتہ میدانم چہ عرض میشود د سالک باید کہ جمیع ایں اسفار بقدر شعری از شریعت کہ فی الحقیقۃ سر طریقت و ثمرۂ شجرۂ حقیقت است انحراف نورزد و در ہمہ مراتب بذیل اطاعت اوامر متشبث باشد و بحیل لعوارض از مناہی متمسک تا از کاس شریعت مرنعوق شود و بہ اسرار حقیقت دواقف گردد و ہر چہ از بیانات ایں بندہ کہ مفہوم نشود و از لی احداث کند باید مجدد و سوال شود تا شبہ نماند و مقصود چوں طلعت محبوب از مقام محمود ظاہر گردد ایں اسفار کہ آزاد در عالم زمان انتہائی پدید نیست سالک منقطع را کہ اعانت غیبی برسد و ولی امر مدد فرماید ایں ہفت رتبہ را در ہفت قدم طی نماید بلکہ در ہفت نفس بلکہ در یکنفس اذا شاء اللہ و راد وذلک من فضلہ علی من یشاء رطایران ہوی

میں انتہا ظاہر نہیں ہے سالک[۱] منقطع کو اگر غیبی امداد پہونچتی ہے اور کارساز مدد فرماتا ہے تو ان ساتوں مرتبوں کو سات قدم میں طے کر لیتا ہے بلکہ سات سانس ہی میں بلکہ ایک ہی دم میں جب خدا چاہتا ہے اور ارادہ کرتا ہے اور یہ اسکا فضل ہے جسپر وہ کرنا چاہے ہوائے توحید پر اُڑنے والے اور لجۂ تجرید میں پہونچنے والے اس مقام کو جو کہ بقا باللہ کا مقام ہے اس شہر میں عارفوں کا انتہائی رتبہ اور عاشقوں کا آخری وطن شمار کرتے ہیں مگر اس دیار معانی میں فنا ہونے والے کے نزدیک یہ مقام شہر بند دل کی پہلی منزل ہے یعنے سب سے پہلے انسان کا ورود دل کے شہر میں ہوتا ہے اور دل کے چار مرتبے مقرر ہیں اگر اس بیان کے لائق لوگ پائے گئے تو مذکور ہوگا ؎ چوں قلم در وصف ایں حالت رسید ؛ ہم قلم بشکست وہم کاغذ درید ؛ والسلام ✦

میرے پیارے اس صحرا احدیت کے ہرن کے چند کلال در پے ہیں اور اس باغ صمدیت کے بلبل کے چند چرنچیں پیچھے پڑ گئی ہیں اور اس ہوا الٰہی کے

---

[۱] یعنے وہ سالک جو سب چیزوں سے جدا ہو کر خدا ہی کی طرف متوجہ ہو گیا ہے ۱۲ ✦✦✦

توحید و واصلان لجۂ تجرید این مقام را کہ مقام بقا باللہ است درین مدینہ منتہی رتبۂ عارفان و منتہی وطن عاشقان شمردہ اند و نزد این فانی بجز معنی این مقام اول شہر مدینہ ولست یعنی اول درود انسان است بمدینۂ قلب و قلب را چہار رتبہ مقرر ست اگر اہلش یافت شدند گویم آید چون قلم در وصف این حالت رسید ؎ ہم قلم بشکست و ہم کاغذ درید ۔ والسلام ؎ ای حبیب من این غزال صحرای احدیہ را کلامی چند دربی و این بلبل بستان صمدیہ را منقاری چند در تعاقب این طایر ہوائی الٰہی را غراب کین درکمین و این صید تیر عشق را صیاد حسد در عقب ای شیخ ہمت را از جلاج کن کہ شاید این سراج را از بادہای مخالف حفظ نماید اگرچہ این سراج را امید چنان ست کہ در زجاجۂ الٰہی

پرندتاک میں بغض کا کوا لگا ہوا ہے اور اس میدانِ عشق کے شکار کے پیچھے حسد کا شکاری پڑ گیا ہے ۔ اے شیخ ہمت پر شیشہ رکھو تاکہ یہ چراغ بادہائے مخالف سے محفوظ رہے اگرچہ اس چراغ کی نسبت ایسی امید ہے کہ یہ فانوسِ الٰہی میں مشتعل ہو جائیگا اور معنوی طاق میں روشن ہو گا کیونکہ جو گردن عشق الٰہی کیساتھ بلند ہوئی ضرور وہ تلوار کے ساتھ گری اور جو سر کہ محبت میں اونچا ہوا ضرور ہوا پر اُڑا اور جو دل کہ محبوب کے ذکر سے پیوست ہوا البتہ خون سے پُر ہو گیا ۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎ وَعِشْ خَالِیًا فَالْحُبُّ رَاحَتُہٗ عَنَاءٌ وَاَوَّلُہٗ سَقَمٌ وَاٰخِرُہٗ قَتْلٌ ؎ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْہُدٰی ۔ عجیب و غریب طور سے مشہور پرند کے متعلق جسکو فارسی میں گنجشک اور اُردو میں چڑیا کہتے ہیں جو کچھ ذکر فرمایا ہے اُس سے معلوم اور محقق ہوتا ہے کہ گویا اسرارِ معانی سے واقف ہو گئے ہیں مگر یہ بات ضروری ہے کہ ہر ایک حرف کا ہر ایک عالم میں اُسکی اقتضا کے

لہ محبت سے خالی ہو کر زندگی بسر کر کیونکہ محبت کی راحت بھی مشقت ہے ابتدا میں تو اسکی بیماری اور آخر میں قتل ہے ۱۲ +

مشتعل گردد و در مشکوٰة معنوی برافروز و نیز اگر دلی که بعشق الٰہی بلند شد البتہ بشمشیر افتد و سرکہ بعجب برافراخت البتہ بباد
رود و قلبیکه بذکر محبوب پیوست البتہ پرخون گردد فنعم ما قال ؎ دع العشق خالیا فالحب راحة عنا ؞ فاوله سقم و آخره
قتل ؞ والسلام علی من اتبع الهدیٰ ؞ و آنچه از بدایع فکر در معنی طیر معروف که بفارسی کنجشک بنامند ذکر فرمودند
معلوم و محقق شد گویا اسرار معانی در تقت شده اند ولکن هر حرفی را در هر عالمی با قتضائی آن مقصودی مقررست
بلی سالکین از هر اسمی رمزی و از هر حرفی سری ادراک می نمایند و این حرفات در مقامی اشاره بتقدیس است
ک ای کف نفسک عما یشتهیه هواک ثم اقبل الی مولاک ؞ ن نزه نفسک عما سواه لتفدی بروحک فی هواه
ج جانب جناب الحق ان بقی فیک من صفات الخلق ؞ ش اشکر ربک فی ارضه لیشکرک فی سمائه و ان کانت

موافق ایک مقرر مقصود ہے۔ ہاں سالک ہر ایک نام سے ایک رمز اور ہر ایک حرف سے ایک راز معلوم کر لیتے ہیں۔ یہ حروف ایک مقام میں تقدیس کی طرف اشارہ ہیں۔

ک سے کف کیطرف اشارہ ہے یعنے اپنے نفس کو اُن باتوں سے روک جن کو تیری خواہش چاہتی ہے اور پھر اپنے مولا کی طرف متوجہ ہو جا ؞

ن سے نزہت کیطرف یعنے اپنے نفس کو ماسوی اللہ سے پاک کر تاکہ اپنی روح اُس کے عشق میں قربان کرے ؞

ج سے جنب کیطرف یعنے اگر تیرے اندر (ہنوز) مخلوقات کی صفات باقی ہیں پس تو حق کی جانب اختیار کر ؞

ش سے شکر کیطرف یعنے اپنے پروردگار کا اُسکی زمین میں شکر کر تاکہ وہ تیرا آسمان میں تیرا شکر کرے ؞

گ سے یہ اشارہ ہے کہ تو اپنے اوپر سے محدودہ پردوں کو ہٹا دے تاکہ وہ قدسی مقامات تجکو معلوم ہوں جنکو تو پہلے نہ جانتا تھا۔ اور اگر تو اس فنا ہونے والی چڑیا کے نغمہ سننے تو ہمیشہ باقی رہنے والے پیالے طلب کر فنا امدذائل

السمار فی عالم الاحدیہ نفس ارضہ ہو کب ٭ کفر عنک الحجبات المحدودۃ لتعرف ما لا عرفتہ من المقامات القدسیہ وانک لو تسمع نغمات ہذہ الطیر الغانیہ لتطلب من الکوس الباقیۃ الدائمۃ و ترک الکوب الفانیۃ آلامہ والسلام علی من اتبع الہدیٰ
و نیز شیخ مذکور از قلم نیر آفاق در ام عراق الرفع حجبات ضدیہ در مراتب سلوک الی احد در سیر مقامات چہارگانہ

ہو العزیز المحبوب

ای ضیاء الحق حسام الدین راد ٭ کہ فلک در کان چہ تو شاہے نزاد ٭ نمیدانم چرا یکمرتبہ رشتہ محبت را گسیختید و عہد محکم مودت را شکستید مگر خدا نکردہ قصوری در ارادت بہم رسید و یا فتوری در خلوص نیت پیدا گشت کہ از نظر محو شدم و سہو آمدم ٭ چہ مخالفت بدیدی کہ ملاطفت بریدی ٭ مگر آنکہ ما ضعیفیم و تو احتشام داری ٭

ہونے والے کوزوں کو چھوڑ دے۔ اور سلام ہو اُسپر جسنے ہدایت کی پیروی کی ٭

ہو العزیز المحبوب

اے ضیاء الحق حسام الدین زاد ٭ کہ فلک در کان چہ تو شاہے نزاد
میں نہیں جانتا کہ کیوں تم نے یکبارگی رشتہ محبت کو توڑ ڈالا اور دوستی کے مضبوط عہد کو شکستہ کر دیا کیا خدانخواستہ ارادت میں کچھ قصور واقع ہوا یا خلوص نیت میں کچھ فتور پیدا ہو گیا کہ میری طرف سے نگاہ ہٹ گئی اور مجھکو بھول گئے ؎ چہ مخالفت بدیدی کہ ملاطفت بریدی ٭ مگر آنکہ ما ضعیفیم و تو احتشام داری ٭ اور یا ایک ہی تیر میں کارزار سے پھر گئے شاید تم نے یہ نہیں سنا کہ استقامت راستہ کی شرط اور بارگاہ میں پہونچانے کی رہبر ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْہِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ[1] اور دوسری جگہ فرماتا ہے۔ فَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ[2] اسواسطے وصول الی اللہ

[1] بیشک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار خدا ہے پھر وہ اس بات پر قائم ہو گئے اُن پر فرشتے نازل ہوتے ہیں ۱۲ [2] پس قائم ہو جاؤ جیسا کہ تمکو حکم کیا گیا ہے ۱۲ ٭ ٭ ٭ ٭

یا یک تیر از کارزار بر کشتی گر شنیده آید استقامت شرط راه است و دلیل در دربارگاه ان الذین قالو ربنا الله ثم استقاموا تتنزل علیہم الملائکہ۔ و دیگر میفرماید۔ فاستقم کما امرت لہذا مستقرین بساط وصول را ایں سلوک لازم و واجب است ؎ من انچہ شرط بلاغ است با تو میگویم ؎ تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال، اگر چہ زیارت جواب نامہ نمودہ ذکر ارادت نزد عقلا خطا و بیجا است ولکن محبت بدیع ذکر و قواعد قدیم را منسوخ نمودہ معدوم کرد ؎ قصہ لیلی مخواں غصہ مجنون ؎ عشق تو منسوخ کرد ذکر اوایل ؎ نام تو میرفت عاشقان بشنیدند ؎ ہر دو برقص آمدند سامع و قائل ؎ فی حکمۃ الالہیۃ وتنبیہ الربانیۃ ؎ من سر ہر ماہ سہ روز ای صنم ؎ بے گمان باید کہ دیوانہ شوم ؎

کے بستر پر قرار پکڑنے والوں کے واسطے یہ سلوک لازم و واجب ہے ؎

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم ✦ تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال ؎

اگر چہ تعبیر دیدار جواب نامہ کے ارادت کا ذکر کرنا خطا اور سراسر بیجا ہے مگر اس عجیب و غریب محبت نے ذکر اور قواعدِ قدیم کو منسوخ اور معدوم کر دیا ؎

قصہ لیلی مخواں و غصۂ مجنوں ✦ عشق تو منسوخ کرد ذکر اوائل

نام تو میرفت عاشقاں بشنیدند ✦ ہر دو برقص آمدند سامع و قائل

حکمت الٰہیہ اور تنبیہ ربانیہ کے متعلق

من سر ہر ماہ سہ روز ای صنم ؎ بیگماں باید کہ دیوانہ شوم ؎

ہاں کہ امروز اول سہ روزہ است ؎ روز فیروز ست نہ فیروزہ است

میں سنے سنا ہے کہ آپنے بحث و مباحثہ اور تدریس و تعلیم کے واسطے تبریز یا طفلس کیطرف حرکت فرمائی ہے اور یا ترقی مدارج کے واسطے سنبنج تشریف لے گئے ہیں۔ میرے سردار آسمانہائے سلوک پر چڑھنے والوں کے

لمن امروز اول سرمنده است و هر روز فیروز است نه فیروز است با شنیده که آیہ تجیث و تدریس تبریز و تغلیس حرکت فرموده
میا برای عروج معارج نبندح تشریف برده آید با الیه من متصاعدان سموات سلوک او چهار طائفہ بیش نیستند
مختصری ذکر میشود که در آن خدمت معلوم و مستبین گردد که هر طائفہ را چہ علامت است و چہ رتبت اول اگر سالکان
نطالب الکعبۂ مقصود اند این رتبہ متعلق بنفس است ولکن نفس ان القائمۃ فیہ بالسنین مراد است و درین مقام نفس محبوب است نه مردود
و مقبول نه مقهور اگرچہ در اول این رتبہ محل جدال است ولیکن آخر آن جلوس بر عرش جلال
چنانچہ میفرماید ❊ ای خلیل وقت و ابراہیم دہش ❊ این چہار اطیار زہر را بکش ❊ تا بعد از ممات
سر حیات ظاہر شود و این مقام نفس مرضیہ است کہ میفرماید ❊ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی

چار گروہ سے زیادہ نہیں ہیں جنکا مختصر ذکر کیا جاتا ہے تاکہ آپ کو معلوم اور روشن
ہو کہ ہر ایک گروہ کی کیا علامت ہے اور کیا مرتبہ ہے اول اگر سالک کعبۂ مقصود کے
طالب ہیں تو یہ رتبہ نفس سے متعلق ہے مگر اس نفس سے وہ نفس مراد ہے
جو اسمیں تمام طریقوں کیساتھ قائم ہو اور اس مقام میں نفس محبوب ہے نہ مردود اور
مقبول ہے نہ مقہور اگرچہ اس رتبہ کی ابتدا میں جنگ و جدل درپیش آتی ہے
مگر آخر میں جلال کے تخت پر جلوس ہوتا ہے چنانچہ فرماتے ہیں ؎ اے خلیل
وقت و ابراہیم ہش ❊ این چہار اطیار رہزناں را بکش ❊ تا کہ مرنے کے بعد
زندگانی کا راز ظاہر ہو - یہ مقام نفس مرضیہ ۔ فَادْخُلِی فِی عِبَادِی وَادْخُلِی جَنَّتِی اس
مقام کی بہت سی اشارتیں اور بے شمار دلالتیں ہیں یہی بات ہے کہ فرمایا ہے سَنُرِیْهِمْ
اٰیَاتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اس

سلہ پس شامل ہوجا تو میرے بندوں میں اور داخل ہو میری جنت میں ۱۲ سلہ عنقریب
دکھائینگے ہم انکو اپنی نشانیاں عالم میں اور (خود) اُن کے نفسوں کے اندر یہانتک کہ اُن کو
یہ بات روشن ہوجائے گی کہ بیشک وہی (ذات پاک) حق ہے نہیں ہے کوئی معبود مگر وہ ۱۲ ❊

ایمقام را اشارات بسیار است و دلالات بیشمار نیست کہ میفرماید سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق لاالٰہ الا ہو پس معلوم میشود کہ کتاب نفس را باید مطالعہ نمود نہ رسالہ نحو را چنانچہ میفرماید اقرأ کتابک کفی بنفسک الیوم حسیبا **حکایت** بیاوردہ اند کہ عارف الٰہی با عالم نحوی ہمراہ شدند وہم راہ گشتند تا رسیدند بشاطی بحر العظمہ عارف بی تامل توکل فرمودہ در آب راند و عالم نحوی چوں نقش بر آب محو گشتہ مبہوت ماند۔ بانگ زد عارف کہ چوں عنان پیچیدی گفت ای برادر چہ کنم چوں پای رفتم نیست سر نہادن اولیٰ بود گفت آنچہ از سیبویہ و قواعد یہ اخذ نمودہ و از مطالب ابن حاجب و ابن مالک حل فرمودہ بریزہ از آب بگذرو ۔ محو میباید نہ نحو اینجا بدان ۔ گر تو محوی بے خطر بر آب ران ۔

نقریر سے معلوم ہوگیا کہ نفس کی کتاب کا مطالعہ کرنا چاہیئے نہ نحو کے رسالہ کا چنانچہ فرماتا ہے اِقْرَاْ كِتَابَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا[1]
حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک عارف الٰہی نحوی عالم کے ساتھ اور ایک دوسرے کے ہم راہ ہوئے یہانتک کہ دونوں ایک دریائے عظیم کے کنارہ پر پہونچے عارف نے بے تامل دریا کو طے کرنا شروع کیا نحوی بیچارہ نقش بر آب کسطرح محو ہوکر حیران رہ گئے اور الٹے پھرے عارف نے آواز دی کہ الٹے کیوں پھرتے ہو۔ کہا بھائی پھر کیا کروں پیر رکھنے کی جگہ نہیں تو سر رکھنا بہتر ہے عارف نے کہا سیبویہ اور قولویہ سے جو کچھ تم نے حاصل کیا ہے اور ابن حاجب اور ابن مالک کے جو کچھ مطالب تم نے یاد کئے ہیں سب کو دور کرکے پانی پر چلے آؤ ۔

محو میباید نہ نحو این جا بدان ۔ گر تو محوی بے خطر بر آب ران

اور دوسرے فرماتا ہے لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ[2]

[1] پڑھ اپنی کتاب آج تو خود ہی اپنا حساب کرنیکو کافی ہی ۱۲ [2] تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جو خدا کو بھول گئے پس خدانے خود اُنہی کو اُن کے تئیں بھلادیا۔ وہی لوگ فاسق ہیں ۱۲ + + + + + + + + +

ودیگر میفر[illegible] ؛ لاتکونوا کالذین نسوا الله فانساهم انفسهم اولئک هم الفاسقون ؛ واگر سالکان ز ساکنان
حجرهٔ محمود اند این مقام راجع بعقل میشود که اورا پیغمبر مینامند و رکن اعظم دانند لیکن عقل کلّی ربانی مقصود
است که درایں رتبه تربیت امکان واکوان بسلطنت اوست نه هر عقل ناقص بمعنی چنانچه حکیم
سنائی می گوید ؛ عقل جزئی کی تواند گشت بر قرآن محیط ؛ عنکبوتی کی تواند کرد سی مرغی شکار ؛
عقل اگر خواہی که تا کہ در غفلت نفگند ؛ گوش گیرش در دبستان الرحمٰن درار ؛ در اینمقام تلاطم
بسیار است تلاطم بیشمار گاہی سالک را متصاعد مینماید وگاہی متنازل این ست کہ می فرماید
مرة تجذبنی الی عرش العمآر و مرة تهلكنی نباء الاعمآر ؛ چنانچه سترِ مکنونه از آیهٔ مبارک کهف

اوراگر سالک حجرۂ محمود کے رہنے والے ہیں تب یہ مقام عقل کیطرف رجوع کرتا
ہے جسکو پیغمبر کہتے ہیں اور رکن اعظم جانتے ہیں مگر اس عقل سے عقل کلّی ربّانی
مقصود ہے کہ اس زینت امکان واکوان کی رتبہ میں اُسی کی سلطنت ہے نہ ہر
ایک ناقص اور بے معنے عقل کی جیساکہ حکیم سنائی فرماتے ہیں ؎

عقل جزئی کے تواند گشت بر قرآں محیط ... عنکبوتے کے تواند کرد سی مرغی شکار
عقل اگر خواہی کہ در غفلیت نفگند ... گوش گیرش در دبستان الرحمٰن در آر

اِس مقام میں تلاطم دامواج بہت ہیں کبھی سالک کو اوپر چڑھا دیتی ہیں اور کبھی نیچے اُتارتی
ہیں فرماتے ہیں کہ مَرَّةً تُجذِبُنِی اِلیٰ عَرشِ العَمَاءِ وَمَرَّةً تُهلِکُنِی بِنَارِ الاُعمَاءِ۔
چنانچہ اِس مقام میں بہت سے پوشیدہ اسرار آیۂ کہف سے معلوم ہوتے ہیں
کہ فرمایا ہے وَتَرَی الشَّمسَ اِذَا طَلَعَت تَزاوَرُ عَن کَهفِهِم ذَاتَ الیَمِینِ وَاِذَا
غَرَبَت تَقرِضُهُم ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُم فِی فَجوَةٍ مِنهُ ذٰلِکَ مِن آیَاتِ اللہِ مَن یَّهدِ اللہُ فَهُوَ
المُهتَدِ وَمَن یُضلِل فَلَن تَجِدَ لَهُ وَلِیًّا مُرشِدًا ۱ اگر کوئی شخص اِس ایک

۱ کبھی تو آپ مجھکو اوپر کے بلند تخت کیطرف کھینچ لیتے ہیں اور کبھی آپ مجھکو آتش گمراہی کے ساتھ ہلاک
کرتے ہیں ۲ ۱۲ منہ اور تم سورج کو دیکھتے ہو کہ ان کے غار سے داہنی طرف بچا ہوا رہتا ہے اور جب غروب ہوتا ہے

درانیمقام معلوم می شود کہ میفرماید ؎ وترى الشمس اذا طلعت تزاور عن كهفهم ذات اليمين واذا غربت تقرضهم ذات الشمال وهم فى فجوة منه ذلك من آيات الله من يهدى الله فهو المهتد ومن يضلل فلن تجد له وليًا مرشدًا اگر کسی اشارات ہمیں یک آیہ را مطلع شود اورا کافی است این است کہ در وصف این رجال فرماید ؎ رجال لاتلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله۔ این مقام میزان است وپایان امتحان ودر این رتبہ ہم استفادہ ضرر ندارد ودر تعلیم سالکین این لجۂ میفرماید ؎ اتقوا الله يعلمكم الله وہمچنین می فرماید ؎ العلم نور يقذفه الله على قلب من يشاء پس باید محل را آمادہ نمودہ مستعد نزول عنایت شد تاکہ ساقی کفایت خمر کرمت از زجاجہ رحمت بنوشاند

ہی آیت کے اشارت سے آگاہ ہو جائے تو بس یہ اُسکو کافی ہیں۔ یہی بات ہی جو ان لوگوں کی تعریف میں فرمایا ہے رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ یہ مقام میزان اور پورے امتحان کا ہے اور اس مرتبہ میں استفادہ بھی نقصان نہیں کرتا ہے چنانچہ اس مقام کے رہرووں کی تعلیم کے متعلق فرماتا ہے کہ اِتَّقُوا اللّٰهَ يُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ اور اسی طرح فرمایا ہے کہ اَلْعِلْمُ نُوْرٌ يَقْذِفُهُ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِ مَنْ يَشَاءُ پس لازم ہے کہ جگہ کو تیار کرکے عنایت الٰہی کے نزول کیواسطے مستعد ہو جائے تا کفایت کا ساقی کرمت وبزرگی کی شراب رحمت کے شیشہ سے پلائے۔ اَلَا اِنَّ بِذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ اور میں اسوقت کہتا ہوں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اور اگر عاشق لوگ بیت مجذوب کے معتکف ہیں تب اس سلطنت کے تخت پر طلعت عشق کے سوا دوسرا جلوس نہیں کرسکتا ہے میں پورے طور سے اس مقام کی تشریح وتوصیف بیان نہیں کرسکتا ہوں ۵

لہ خدا سے تقوی کرو خدا انکو تعلیم فرماتا ہی ۱۲ سہ علم ایک نور ہی کہ اسکو خدا جسکے دل پر چاہتا ہے ڈالتا ہے ۱۲ سہ بیشک اے لوگو اسی کے ساتھ چاہیئے کہ رغبت کرنیوالے رغبت کریں ۱۲

الا ان بذلک فلیتنافس المتنافسون وحینئذ اقول انا لله وانا الیه راجعون ٭ واگر عاشقان از عالم آن
بیت مخدوبند این سر پر سلطنت راجز طلعت عشق جالس نتواند شد اینمقام را شرح نتوانم
ووصف ندانم ٭ با دو عالم عشق را بیگانگی ٭ و اندر او هفتاد و دو دیوانگی ٭ مطرب عشق این
زند وقت سماع ٭ بندگی بند و خداوندی صداع ٭ این رتبه صرف محبت میطلبد و زلال مودت
میجوید در وصف این اصحاب میفرماید ٭ الذین لایسبقونه بالقول وهم بامره یعملون ٭ اینمقام
نه سلطنت عقل را کفایت می نماید و نه حکومت نفس را چنانچه نبی از انبیا الله عرض نمود
الٰہی کیف الوصول الیک قال الحق نفسک ثم تعال ایشان قومی ہستند کہ صف نعال با صدر جلال

با دو عالم عشق را بیگانگی — و اندر و ہفتاد و دو دیوانگی
مطرب عشق این زند وقت سماع — بندہ کے بند و خداوندی صداع

یہ رتبہ صرف محبت چاہتا ہے اور دوستی کے آب زلال کی تلاش کرتا ہے ایسے ہی لوگوں کی تعریف میں فرمایا ہے اَلَّذِیْنَ لَا یَسْبِقُوْنَہٗ بِالْقَوْلِ وَھُمْ بِاَمْرِہٖ یَعْمَلُوْنَ۔ یہ مقام نہ عقل کی سلطنت کو کفایت کرتا ہے اور نہ نفس کی حکومت کو چنانچہ انبیاء اللہ میں سے ایک نبی نے عرض کیا کہ خداوند تیری طرف کیونکر پہونچا جائے فرمایا اپنے نفس کو دبیچے ڈال پھر (اُسکے اوپر سے) چڑھ آ یہ ایسے لوگ ہیں کہ جوتیوں کی صف میں بیٹھنا اور صدر نشینی کو برابر سمجھتے ہیں اور ایوان جمال کو راہ محبوب میں میدان جدال کے ساتھ ایک شمار کرتے ہیں۔ اس حجرہ کے گوشہ نشین کچھ مطلب نہیں رکھتے اور گھوڑا اڑاتے ہوئے چلے جاتے ہیں دوست کی ذات کے سوا دوست سے اور کچھ نہیں چاہتے کل الفاظ کو مہمل جانتے ہیں اور تمام مہملات ان کے ہاں مستعمل ہیں سر اور پیر میں کچھ پہچان نہیں رکھتے اور نہ ہاتھ پیر میں کچھ فرق سمجھتے ہیں شراب کو نفس آب کہتے ہیں اور جلنے کو آنا بتلاتے ہیں یہی بات ہے جو کہتے ہیں کہ من

یک دانند وایوان جمال را با میدان جدال در سبیل محبوب یک شمرند و معتکفین این بیت مطلب ندانند و مرکب برانند جز نفس دوست از دوست هیچ نه بینند کل الفاظ را مهمل دانند و جمیع مهملات را مستعمل دانند سر از پا نشناسند و دست از پا فرق نیایند سرآب را نفس آب گویند و ذہاب را سراب خوانید ه نیست که میگویند ٭ وصفی زحسن روئی تو در خانقه فتاد ٭ صوفی طریق خانه خمار برگرفت ٭ عشقت بنائی صبر بکلی خراب کرد ٭ جورت در امید بیکبار برگرفت ٭ درین مقام تعلیم و تعلم البته عاطل ماند و باطل گردد ٭ عاشقان راشد مدرس حسن دوست ٭ دفتر و درس سبقشان روی اوست ٭ درشان آشوب و شوره و دوله ٭ نی زیادات است و باب سلسله ٭

وصفے زحسن روئے تو در خانقه فتاد | صوفی طریق خانه خمار برگرفت
عشقت بنائے صبر بکلی خراب کرد | جورت در امید بیکبار برگرفت

اس مقام میں تعلیم و تعلم بالکل باطل اور معطل ہوجاتی ہے ؎

عاشقان راشد مدرس حسن دوست | دفتر و درس و سبقشان روئے اوست
درشان آشوب و شورید و ولوله | نے زیادات است و باب سلسله
سلسله این قوم جعد مشکبار | مسئله دور است اما دور یار ٭

خداوند تبارک و تعالے سے مناجات میں فرماتے ہیں ؎

اے خدا اے لطف تو حاجت روا | با تو یاد ہیچکس نبود روا ٭
ذرۂ علمے که در جان من است | وارہانش از ہوا و خاک پست
قطرۂ دانش که بخشیدی ز پیش | متصل گردان بدریائے خویش

اور اسوقت میں کہتا ہوں کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْمُهَيْمِنِ الْقَيُّوْم

اور اگر عارف واصلانِ طلعتِ محبوب سے ہیں تو یہ مقام عرش نوا د اور سر رشتاد ہے اور یہی ایسی رمز کی جگہ ہے کہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور جو ارادہ فرماتا ہے

سلسلۂ این قوم عهد مشکبار ؛ مسئله و راست اما د ریار ؛ فی المناجات الله تبارک و تعالی

ای خدای لطف تو حاجت روا با تو یاد هیچکس نبود روا ؛ ذرۂ علمی که در جان من است وارهانش

از هوا و ز خاک پست ؛ قطره دانش که بخشیدی ز پیش ؛ متصل گردان بدریا های خویش ؛

اذا اقول لاحول ولا قوة الا بالله المهیمن القیوم ؛ واگر عارفان از واصلان طلعت محبوب بدین مقام

عرش نواداست و ستر رشاد این محل رمز بفعل بالشأ دیحکم با بر پداست که اگر کل من فی السموت

والارض الایوم ینفخ فی الصور شرح این مدینه شریف و ستر لطیف را فرمایند البته از عهده حرفی

بر نیایند و احصا نتوانند زیرا که اینمقام قدر است و ستر مقدر انیست که سوال نمود از این مسئله

وہ حکم کرتا ہے اگر تمام آسمان و زمین کی مخلوقات قیامت تک اس شریف رمز اور

لطیف راز کی تشریح کریں تو اسکا ایک حرف بھی بیان نہیں کر سکتے ہیں مفصل

بیان کرنا تو شئے دیگر ہے کیونکہ یہ مقام قدر ہے اور مقدر کا راز یہ ہے کہ اس

مسئلہ سے سوال کیا فرمایا بحر زخار لا تلجه[1] ابدا[2] پھر سوال فرمایا لیل فی امس[1]

نسلکه جو شخص اس رتبہ کا ادراک کرتا ہے ضرور اسکو پوشیدہ رکھتا ہے اور اگرچہ

بھی اسکو ظاہر کرتا ہے تو ضرور اُسکا سر دار پر بلند ہوتا ہے مگر باوجود اسکے خدا

کی قسم کہ جو طالب دیدار سے مشرف ہوتا ہے ضرور یہ ذکر اُس سے ظاہر ہو جاتا

ہے کیونکہ فرمایا ہے اَلحُبُّ شَرفٌ لَم یَکُن فِی قَلبِ الخَائِفِ الرَّاهِبِ وَاِنَّ السَّالِکَ

اِلَی اللهِ فِی المَنهَجِ البَیضَاءِ وَالرُّکنِ الحَمرَاءِ لَن یَّصِلَ اِلَی المَقَامِ وَطَنِهِ الاَبهَتِ

الصَّفرَاءِ عَمَّا فِی اَیدِی النَّاسِ وَمَن لَم یَخَفِ اللهَ اَخَافَهُ اللهُ مِن کُلِّ شَیءٍ وَمَن

خَافَ اللهَ یَخَافُ مِنهُ کُلُّ شَیءٍ ؎

[1] ایک ناپیدا کنار سمندر ہے تو بھی اسکو طے نہیں کر سکتا ۱۲ [2] اندھیری رات ہے تو اسمیں چل نہیں سکتا ۱۲ [3] عشق

محبت ایک شرافت ہے جو خوف زدہ ڈرپوک کے دل میں نہیں ہوتی اور یقینا خدا کی طرف راستہ چلنے والا روشن

راستے اور سرخ رکن میں ہو اپنے وطن کے مقام میں نہیں پہونچ سکتا ہے مگر ان چیزوں سے خالی ہاتھ جو

لوگوں کے پاس ہیں اور جو خدا سے نہیں ڈرتا خدا اسکو ہر ایک چیز سے ڈراتا ہے اور جو خدا سے ڈرتا ہے اس سے

فرمودند * بحر ذخار لا لجة ابداً باز سوال فرمودند فرمودند * لیل وا بس لا تسلکه و ہر کس ادراک ایں
رتبہ نمود البتہ ستر نماید و اگر شمہ اظہار وارد دیا ابراز نماید البتہ سر او بر دار مرتفع خواہد شد با وجود ایں قسم بحرا
کہ اگر طالب مشہود می گشت مذکور می آمد زیراکہ مسفر باید * الحب شرف لم یکن فی قلب الخائف الراہب
وان لسالک الی اسوفی منہج البیضاء والرکن الحمراً لن یصل الی مقام وطنہ الابحت الصفرا عمافی ایدی
الناس ومن لم یخف اللہ اخافہ اللہ من کل شیئ ومن خاف اللہ یخاف من کل شیئ * پارسی گو گرچہ
تازی خوشتر است * عشق را خود صد زبان دیگر است * چہ ملیح است ایں فرد ایں مقام *
گر دہ عطا بخشد اینک صدف ش دلہا * در تیر بلا آید اینک ہدف ش جانہا * و اگر مخالف حکم کتاب

پارسی گو گرچہ تازی خوشتر ست — عشق را خود صد زبان دیگر است

چہ ملیح است ایں فرد ایں مقام

اگر بخشش کے موتی عنایت کرے تو اسوقت اُن کے صدف دل ہیں اور اگر بلا کے
تیر آئیں تو اُن کا نشانہ جانیں ہیں۔ اگر حکم کتاب کے مخالف نہو تا تو میں اپنے قاتل کو اپنے
مال میں سے حصہ دیکر وارث بنا دیتا اور اسکا احسان مند ہو کر اُس کے ہاتھوں کو
آنکھوں سے لگا تا مگر کیا کروں کہ نہ تو مال رکھتا ہوں اور نہ سلطانِ قضا نے ایسا حکم
جاری فرمایا حِینَئِذٍ اَجِدُ رَائِحَةَ الْمِسْكِ مِنْ قَمِيْصِ الْهَاءِ عَنْ يُوسُفَ الْبَهَاءِ
وَاِنِّي وَجَدْتُهَا قَرِيبًا اِنْ اَنْتُمْ تَجِدُوْنَهٗ بَعِيْدًا [۱]

بوئے جانی سوئے جانم می رسد — بوئے یارِ مہربانم می رسد
از برائے حق صحبت سالہا — باز گو حالے ازاں خوش حالہا
تا زمین و آسمان خندان شود — عقل و روح و دیدہ صد چندان شود

[۱] میں اسوقت مشک کی خوشبو روشن یوسف کے کرتہ سے پا رہا ہوں اور میں اسکو
قریب پاتا ہوں اگرچہ تم اسکو دور پاتے ہو ۱۲ *

نمی بود؛ البتہ قاتل خود را از مال خود قسمت میدادم و ارث می بخشیدم و منتش می بردم و دستش بر چشم میمالیدم ولیکن چہ کنم نہ مال دارم نہ سلطان قضا چنین امضا فرمودہ؛ حیسنذا حبذا رائحۃ الملک من قمص الحار عن یوسف البحار کانی و جدتہا قریبا انتم تجدونہا بعید؛ بوی جانی سوی جانم میرسد؛ بوی یار مہربانم میرسد؛ از برای حق صحبت سالہا باز گو حالی از آن خوش حالہا؛ تا زمین و آسمان خندان شود؛ عقل و روح و دیدہ صد چنداں شود؛ ایں محل صحو محث و محو باتست محبت را در ایں رتبہ راہی نیست و مودت را مقامی چنانچہ میفرماید؛ المحبۃ حجابٌ بین المحب والمجبوب محبت در ایں مقام نقص و حجاب میشود آنچہ غیر از نو است غطا میکرد و این است کہ حکیم سنائی میگوید۔

یہ مقام صحو محث اور محو بات کا ہے نہ محبت کا اس رتبہ میں راستہ ہے اور نہ موت کا مقام ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔ اَلْمُحُبَّۃُ حِجَابٌ بَیْنَ الْمُحِبِّ وَالْمَحْبُوْبِ[1] یہ وہ مقام ہے کہ پیرہن بھی اسمیں حجاب ہوتا ہے اور اُس کے سوا جو کچھ ہے پردہ بن جاتا ہے حکیم سنائی کہتے ہیں ؎

سوئے آن دلبر نپوید ہیچ دل با آرزو … با چنان گلرخ نخسپد ہیچ تن با پیرہن

کیونکہ یہ عالم امر ہے مخلوق کے اشارات سے بالکل منزہ اس مقام کے لوگ بساطِ نشاط پر نہایت خوشی و انبساط کے ساتھ اُلوہیت (خدائی) کرتے اور ربوبیت فرماتے ہیں اور عدل کے غالیچوں پر متمکن ہوکر حکم چلاتے ہیں اور ہر ایک حقدار کو اُسکے قدر و اندازہ کے موافق بخشش فرماتے ہیں۔ اس پیالہ کے مے نوش عزت کے قبتوں میں عرشِ قدم پر ساکن اور خیمہائے رفعت میں کرسی عظمت پر جلوس فرما ہیں۔ اَلَّذِیْنَ لَا یَرَوْنَ فِیْھَا شَمْسًا وَّلَا زَمْھَرِیْرًا[2] اس رتبہ میں بلند آسمانوں کو

[1] محبت ایک پردہ ہے محب اور محبوب کے درمیان میں ۱۲ [2] وہ لوگ جو اُس میں نہ گرمی دیکھتے ہیں نہ سردی ۱۲ +

سوئی آن دلبر نپوید ہیچ دل با آرزو، با چنان گلرخ نخسبد ہیچ تن با پیرہن ✤ زیراکہ این عالم امر است و منزہ از اشارات خلق رجال این بیت بر بساط نشاط با کمال فرح و انبساط الوہیت مینمایند در بونیت میفرمایند در نسارق عدل متمکن شدہ اند و حکم میرانند و ہر ذی حقی را بقدر و اندازہ عطا میفرمایند و شاربان این کاس در قباب عزت فوق عرش قدم سالکنند و در خیام رفعت بر کرسی عظمت جالس۔ الذین لایردن فیہا شمسا ولا زمہریرا دراین رتبہ سموات علی بارض ادنی الارض تعارض ندارد و تفاوت بخوید زیراکہ مقام الطاف است نہ بیان اضداد اگرچہ در ہر آن درشان بدیع جلوہ نمایند یک شان پیش نیست این است کہ در این مقام میفرماید

پست زمینوں کیساتھ کچھ تعارض نہیں اور نہ وہ فرق ڈھونڈہتے ہیں کیونکہ یہ مقام الطاف ہے نہ بیان اضداد اگرچہ وہ ہر ایک آن میں نئی شان کے ساتھ جلوہ فرماتا ہے مگر کوئی شان پیش نہیں ہے یہی بات ہے کہ اس مقام میں فرمایا ہے لَا یَشْغَلُہٗ شَانٌ عَنْ شَانٍ۔ اور دوسرے مقام میں فرماتا ہے کہ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَانٍ یہ اس شخص کے کھانے میں سے جسکا مزہ خراب نہ ہو اور نہ اس کا رنگ متغیر ہو سکتا ہے اگر تھوڑے متوجہ ہو تو اس آیتہ کی تلاوت کرو۔ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ط وَکَذٰلِکَ نُرِیْ اِبْرٰھِیْمَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لِیَکُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ [a] اسوقت تم اپنا ہاتھ جیب میں ڈالکر قوت کے ساتھ نکالو اور تمام عالم کو نورانی دکھادو یہ میٹھا اور ٹھنڈا پانی ساقی محبوب کے ہاتھ سے کیسا لطیف ہے اور یہ شراب طہور طلعت مخمور کے ہاتھ سے کیسی رقیق ہے اور یہ سرمد کا

[a] ہر روز وہ ایک دنئی نرالی شان میں ہے ۱۲ [b] میں نے اپنا مونہ یکسوئی کے ساتھ اس ذات پاک کیطرف متوجہ کیا ہے جسنے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکوں سے نہیں ہوں۔ اور اسی طرح دکھلائے ہمنے ابراہیم کو ملک آسمانوں اور زمین کے تاکہ وہ یقین والوں میں سے ہو جائے ۱۲ ✤ ✤

لا یشغلہ شان عن شان و مقام دیگر و کل یوم ہو فی شان و ذلک من علم الذی لا میتہ صعلہ و لا یتعبیرہ و اگر تحقیق
فرائی التبہ این یہ از تلاوت میںمائی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفاً مسلماً و ما امر ... نیز
وکذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض لیکون من الموقنین + اذا فادخل یدک فی جیبک تخرج ...
بالقوۃ للشہد نوراً للعالمین + چہ لطیفہ است ایں ماء عذب از ید ساقی مخمور و چہ رفیق است ایں
خمر طہور از دست طلعت مخمور و چہ نیکو ست ایں طعام سرد از کاوس کافوراً ہنیاً لمن شرب منہا و خرج
انہا و بلغ الی مقام معرفتہا۔ بیش ازیں گفتن مرا در خوئی نیست + بجز را گنجایش اندر جوی نیست ... زیرا
کہ سر ایں بیان در کنار عصمت مکنون است و در خزائن قدرت مخزون منزہ از جواہر بیان است و مقدس از تبیین

طعام کافوری پیالوں میں کیسا مرغوب ہے خوشگوار ہو یہ ... شخص کو جس نے اس
میں سے پیا اور اسکی لذت کو پہچانا اور اسکی معرفت کے مقام میں پہونچا بس اس سے
آگے بیان کرنا میری عادت نہیں ہے ۔

بجز را گنجایش اندر جوئے نیست + کیونکہ اس بیان کا راز عصمت کے خزینوں
میں پوشیدہ اور قدرت کے دفینوں میں مدفون ہے بیان کے جواہرات منزہ
اور تبیان کے لطائف سے مقدس ہے حیرت اس مقام میں بہت مطلوب
اور فقر بحت نہایت محبوب ہے یہی بات ہے جو فرماتے ہیں۔ الفقر فخری اور دوسری
جگہ ذکر فرمایا ہے کہ قبہاء عزت کے نیچے خداوند تعالے کا ایک گروہ ہے جن
کو اس نے بباعث بزرگی کے فقر کی چادر میں پوشیدہ کیا ہے یہی لوگ
ہیں جو اس (خدا) کے آنکھ سے دیکھتے اور اسکے کان سے سنتے ہیں جیسا
کہ مشہور حدیث میں مذکور ہے اگرچہ آفاق اور انفس کی احادیث دآیات اس
رتبہ میں بہت ہیں مگر یہاں صرف دو حدیثوں کے بیان پر اکتفا کیجاتی ہے تاکہ
مطالعہ کرنے والوں کے واسطے نور اور مشتاقوں کے واسطے سرور دپیدا) ہو۔

بیان حیرت دریں مقام بسیار محبوب است و فقر بحث بسیار مطلوب امیست که میفرماید الفقر فخری
و دیگر ذکر شده اند تحت قاب العز ظالمہ احاطہم فی سقہ الفقر اجلا الله آنها هستند که از چشم و ملاحظہ شما
و از گوش او گوش دارند چنانچه در حدیث مشهور مذکور است اخبار و آیات آفاقی و انفسی درایں رتبه
بسیار و لکن دو حدیث اکتفا نمود تا نوری باشد از برائی مطالعین و سروری باشد برائی مشتاقین۔
اوّل اینست که میفرماید یا عبدی اطعنی حتی اجعلک مثلی انا اقول کن فیکون وانت یقول کن فیکون ✣
ثانی این است که میفرماید یا ابن آدم الا تانس باحدٍ وجدتنی ومتی اردتنی وجدتنی باری قریباً آنچه مذکور
شد از اشارات بدیعه و دلالات منیعه راجع است بحرف واحد و نقطه واحده ذلک من سنة الله ولن تجد لسنة الله

پہلی حدیث (قدسی) یہ ہے فرماتا ہے۔ اے میرے بندے میری اطاعت
کر یہاں تک کہ میں تجھکو اپنی مثل کردوں میں (جس چیز کو) کہتا ہوں کہ ہوجا پس وہ
ہوجاتی ہے اور تو (جس چیز کو) کہے گا کہ ہوجا پس وہ ہوجائے گی۔ اور دوسری
حدیث یہ ہے کہ فرماتا ہے اے آدم کے فرزند جب تک تو مجھکو پائے کسی سے
ساتھ انس نہ کر اور جب تو میرا ارادہ کرے گا۔ مجھکو نیکی کرنے والا (اپنے سے)
قریب پالے گا ✣
یہ کچھ عجیب و غریب اشارات اور دلالات بیان ہوئے ہیں صرف ایک حرف
اور ایک نقطہ کی طرف راجع ہیں ✣

ذٰلِكَ مِنْ سُنَّتِهِ اللّٰهِ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِهِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا وَلَا تَحْوِيْلًا [۱]

ایک مدت ہوئی جو اس نوشتہ کو میں نے تمہاری یاد کے ساتھ شروع کیا تھا مگر
چونکہ اس وقت دیکھنے میں نہیں آیا تو ابتدا میں کچھ گلہ اور شکایت ہوئی مگر
توقیع تازہ نے اسکو رفع کردیا۔ اور اس رقعہ کے ارسال کرنے کا

[۱] یہ خدا کی سنت سے ہے اور ہرگز تم خدا کی سنت میں تبدیل و تحویل نہ پاؤ گے ۱۲ ✣

تبدیلاً و تحویلاً ٭ مرقی است کہ ایں نوشتہ را بیاد شما شروع نمودم و چوں کاغذ قبل ملاحظہ نشد قدری ابتدائمہ وشکایت رفت و لیکن توفیق تازہ رفع نمود و سبب شد کہ رقعہ را ارسال نمایم ذکر حب بندہ در آنحضرت احتیاج اظہار ندو دکفی باللہ شہیدا و در خدمت جناب شیخ محمد سلمہ اللہ تعالیٰ بایں دو فرد التفا نمودم معروض دارند ٭ من کوی تو جویم کہ بہ از عرش برین است ٭ من روی تو بینم کہ بہ از باغ جنان است

اذا عرضت امانۃ العشق علی القلم۔ ابی ان تحملہا فصار منصعقا۔ فلما افاق قال سبحانک انی تبت الیک وانا اول المستغفرین والحمد للہ رب العالمین ٭ شرح ایں ہجران و ایں سوز جگر ٭ ایں زمان بگذار تا وقت دگر ٭ خوشتر آں باشد کہ سر دلبران گفتہ آید در حدیث دیگران ٭ فتنہ و آشوب خون ریزی مجو ٭ بیش

آنحضرت سے بندہ کی محبت محتاج بیان نہیں ہے جسکا گواہ خدا کافی ہے جناب شیخ محمد صاحب کی خدمت میں صرف اِن دو شعروں پر میں نے اکتفا کیا ہے جناب پیش کردیں ؎

من کوئے تو جویم کہ بہ از عرش برین است ۔۔۔ من روئے تو بینم کہ بہ از باغ جنان است[1]

اِذا عرضتُ امانۃَ العشقِ علی القلمِ ۔۔۔ اَبیٰ اَن تحملھا فصار منصعقاً

فلمّا افاق قال سبحانک تبتُ الیک وانا اوّل المستغفرینَ والحمدُ للہِ ربِّ العالمینَ ؎

شرح ایں ہجران ایں سوز جگر ۔۔۔ ایں زماں بگذار تا وقت دگر

خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبران ۔۔۔ گفتہ آید در حدیث دیگران

فتنہ و آشوب و خونریزی مجو ۔۔۔ بیش ازیں از شمس تبریزی مگو

[1] جب عشق کی امانت میں نے قلم کے سامنے پیش کی ٭ تو اُسکے اٹھانے سے انکار کیا پس پھٹ گیا پھر جب ہوش میں آیا تو کہنے لگا کہ پاکی ہی تجھکو میں تیرے جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں پہلا بخشش مانگنے والا ہوں اور تعریف ہی خدا کے واسطے جو پروردگار ہے تمام عالم کا ۱۲ ٭

ندایں از شمس تبریزی بگو والسلام علیکم وعلی من طاف حولکم وفاز بلقاءکم ◆

◆ ‹‹ آنچہ بندہ از پیش عرض نمودم ›› ◆

لکھن میں فرمود ایں از خوبی مرکب می شود اگرچہ سعدی درین مقام فردی ذکر نمودہ من دگر

چیز نخواہم نویسم کہ گمس ◆ ز حمتم میدہد از بسکہ سخن شیرین است ◆ دیگر دست از تحریر عاجز

شد التماس می‌کند کہ بس است لہذا میگویم

سبحان ربی رب العزۃ

عما یصفون

سلام ہو تم پر اور اُن لوگوں پہ جو تمہارے گرد طواف کرتے اور تمہارے ملاقات سے

بہرہ یاب ہوتے ہیں - بندہ نے جو کچھ پہلے عرض کیا ہے - لکھیاں اُسپر گھر آئیں

اور یہ بات سیاہی کی خوبی سے ہوتی ہے - اگرچہ شیخ سعدی نے اس مقام

میں ایک فرد ذکر کی ہے **فرد**

من دگر چیز نخواہم بنویسم کہ مگس　　ز حمتم مید ہد از بسکہ سخن شیرین است

آگے تحریر کرنے سے ہاتھ عاجز ہے - التماس کرتا ہوں کہ یہی کافی ہے اسواسطے

کہتا ہوں ◆ سُبْحَانَ رَبِّیْ رَبِّ الْعِزَّتِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ◆

لہ پاکی ہے میرے پروردگار کو پروردگار عزت کا اُن تمام باتوں سے جو کفار و مشرکین اُسکی نسبت بیان کرتے ہیں

تَمَّتْ تَمَام

نظام المشائخ بک ایجنسی دہلی

شیخ سنوسی

اور ظہور امام مہدی آخرالزمان - یہ کتاب اس قدر دلچسپ اور عجیب ہے کہ آٹھ مہینے کے عرصہ میں پچاس ہزار کے قریب فروخت ہو چکی ہے۔ اور شائقین نے اِسکی نسبت بڑی دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔ قیمت ۴ر

کتاب الامر

حصہ دوم شیخ سنوسی - اسمیں بھی شیخ سنوسی کی طرح صفحہ صفحہ پر عجائبات غیبی نظر آتے ہیں ۶۰ صفحے قیمت ۴ر

اسلام انجام

مصر کے شیخ المشائخ سید توفیق بکری کی کتاب المستقبل الاسلام کا اردو ترجمہ دیکھنے کے قابل ہے - قیمت ۴ر

مضامین خواجہ حسن نظامی

خواجہ صاحب نے آجتک جسقدر مضامین مختلف اخبارات و رسائل میں لکھے ہیں اُن کا انتخاب ہے۔ ڈھائی سو ۲۵۰ صفحے کے قریب صفحات ہیں تقطیع ۲۰/۲۶ قیمت عہ ر

جاماسپ نامہ

حکیم زردشت کے خلیفہ حکیم جاماسپ نے از روئے قواعد نجوم قیامت تک کے آیندہ حالات بتائے ہیں اسلامی زمانے کی کیفیت ایک حدتک پوری اُتری - قابل دید ہے۔ قیمت ۳ر

رسالہ نظام المشائخ

صوفیوں کا آرگن - ۷۲ صفحوں پر ماہوار شائع ہوتا ہے - قیمت قسم اول سالانہ پانچ روپیہ قسم دوم عہ۔ نمونہ کے لیے ۸ر یا ۸ ٹکٹ

یہ سب کتابیں و رسالہ

مینیجر نظام المشائخ دہلی سے طلب فرمایئے

جنگ طرابلس عرف خونِ ناحق

یا

اسلامی میگزین کے شرارے

طرابلس اسلامی سرزمین پر اٹلی کی چڑہائی ہے۔ توپوں کے جمگھٹ۔ بندوقوں کے پرے پیدل۔ سوار۔ قطار در قطار بجگنلہ مسلمانوں کو ستانے اُٹھے ہیں۔ عرب تیغ زن۔ ترک صف شکن۔ سیف خمار آلود کو جگارہے ہیں۔ اُدہر یورپ کے اوہام تو ہیں صلیب۔ ہلال شمشیر بکف میدان میں نکلے ہیں۔ دنیا بھر کے مسلمان خشم آلود نگاہ سے اٹلی کی سفاکانہ بے رحمیوں کو دیکھ رہے ہیں۔ اسلامی میگزین کی بارود آزمائی جا رہی ہے کہ سوکھ گئی ؟ شرار افشانی کے قابل ہو گئی ؟ یا ابھی کچھ سیل باقی ہے ؟ مگر یہ ملک ہندوستان انگریزی امن و امان کے سایہ میں ہے۔ یہاں تیر و تفنگ کی ضرورت نہیں۔ ہاں دل و دماغ کی طاقت اور قلم کے نفوذ کہانے سے کوئی نہیں روکتا۔ اس لیے مسلمانانِ ہند نے میدان قرطاس پر اپنی شمشیر زنی کے جوہر دکھلائے ہیں۔ علمی و قلمی حرب و ضرب کو بقائے دوام ہے۔ قلم کا لوہا وزن میں کم ہے۔ مگر واقعات کی لکیریں پیدا کرتا ہے۔ توپ کا لوہا وزن میں زیادہ۔ لیکن جاندار ہستیوں کو ناپید کرتا ہے جنگ طرابلس چودہویں صدی کا وہ تاریخی معرکہ ہے جو تا قیام دنیا خونی حرفوں سے لکھا جاتا رہیگا۔ لہٰذا ہم بھی خون لگا کر شہیدوں میں داخل ہوئے ہیں۔ اور جنگ طرابلس کے حالات۔ واقعات۔ قیاسات وغیرہ کے متعلق جس قدر پُرزور۔ موثر۔ بکار آمد تحریریں جناب مولانا عبد اللہ العمادی اڈیٹر وکیل۔ مولوی ظفر علیخاں اڈیٹر زمیندار۔ ڈاکٹر محمد اقبال صاحب بیرسٹر لاہور۔ حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب وغیرہ کی اخبارات میں شائع ہوئی تھیں ان سب کو ایک کتاب کی صورت میں جمع کر دیا ہے۔ بڑی تقطیع۔ لکھائی اعلیٰ۔ چھپائی عمدہ کاغذ بھی چکنا اور نفیس ہاں پر مضامین کا یہ عالم کہ کہیں یورپ کو شرمندہ کر دینے والے مدلل اعتراضات ہیں۔ کہیں تاریخی استدلال کی بلند پروازیاں ہیں کہیں میدان کارزار میں تکبیروں کی گونج رہی ہیں۔ دوزخ جنت کے محافظ مصروف کار ہیں کہیں معصوم عورتیں اور بچے ذبح کیے جا رہے ہیں۔ کتاب نہیں ہے نشتر ہے۔ چھری ہے جو سید ہی دل مسلم کی جانب بڑھتی ہے۔ آپ کی آنکھ حقدار ہے کہ اس کتاب کو دیکھے۔ آپ کا دماغ مستحق ہے کہ اس کتاب پر غور کرے۔ آپ کا دل اس قابل ہے کہ یہ کھٹک یادگار رکھے م کسی گوشہ میں ہے۔ دیر نہ کیجیے۔ درخواست بھیجیے۔ خود پڑھیے۔ اولاد کو پڑھائیے۔ اور آنیوالی نسل کے لیے ورثہ چھوڑیے۔ قیمت باوجود اس قدر محاسن کے صرف ۱۲ علاوہ محصول ڈاک مقرری ہے۔

خاکسار محمد انوار ہاشمی۔ مدیر مکتبہ قادریہ میرٹھ لال کورتی سے طلب کیجیے